

۷۹- کتاب الاستعدادان

کتاب اجازت لینے کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب سلام کے شروع ہونے کا بیان

۱- باب بَدْءِ السَّلَامِ

امام بخاری نے استیذان کے متصل سلام کا باب باندھا اس میں اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کرے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ (قطلانی)

(۶۲۲۷) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا، ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انھیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں، سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ انھوں نے آدم کے سلام پر ”ورحمۃ اللہ“ بڑھا دیا۔ پس جو شخص بھی جنت میں جائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا۔ اس کے بعد سے پھر خلقت کا قد و قامت کم ہو تا گیا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔

۶۲۲۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحْيَوْنَكَ، فَإِنَّهَا تَحْيِيكَ وَتَحْيِي ذُرِّيَّتَكَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، فَرَأَاهُ وَرَحِمَهُ اللَّهُ فُكِّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَ حَتَّى الْآنَ)).

[راجع: ۳۳۲۶]

تَشْرِیح

ممكن ہے کہ آئندہ اور کم ہو جائے یہ زیادتی اور کمی ہزاروں برس میں ہوتی ہے۔ انسان اس کو کیا دیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کی احادیث میں شبہ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت آدم کی صحیح تاریخ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے تو معلوم نہیں کہ حضرت آدم کو کتنے برس گزر چکے ہیں۔ نہ یہ معلوم ہے کہ آئندہ دنیا کتنے برس اور رہے گی اس لئے قد و قامت کا کم ہو جانا قاتل انکار نہیں۔ خلق اللہ آدم علی صورتہ کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ سکتی ہے یعنی آدم کی اس صورت پر جو اللہ کے

علم میں تھی۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ یہ بدائش سے اسی صورت پر تھے جس صورت پر ہمیشہ رہے یعنی یہ نہیں ہوا کہ پیدا ہوتے وقت وہ چھوٹے بچے ہوں پھر بڑے ہوئے ہوں جیسے ان کی اولاد میں ہوتا ہے۔ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے مگر یہ آیت لیس کمثلہ شئی کے خلاف ہو گا۔ واللہ اعلم بالصواب و امنا باللہ و برسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ نور میں یہ فرمانا

۲- باب قول اللہ تعالیٰ :

”اے ایمان والو! تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کر لو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔ پھر اگر ان میں تمہیں کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو بھی ان میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو (بلا خفی) واپس لوٹ آیا کرو۔ یہی تمہارے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رہتا نہ ہو اور ان میں تمہارا کچھ مال ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔“ اور سعید بن ابی الحسن نے (اپنے بھائی) حسن بصری سے کہا کہ عجمی عورتیں سینہ اور سر کھولے رہتی ہیں۔ تو حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سے اپنی نگاہ پھیر لو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔“ قواد نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کے لئے جائز نہیں ہے (اس سے حفاظت کریں) اور آپ کہہ دیجئے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔ ”حائثہ الاعین“ سے مراد اس چیز کی طرف دیکھنا ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔ زہری نے نابالغ لڑکیوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں کہا کہ ان کی بھی کسی ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرنی چاہئے جسے دیکھنے سے شہوت نفسانی پیدا ہو سکتی ہو۔ خواہ وہ لڑکی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ عطاء نے ان لوندیوں کی طرف نظر کرنے کو مکروہ کہا ہے، جو مکہ میں بیچی جاتی ہیں۔ ہاں اگر انھیں خریدنے کا ارادہ ہو تو جائز ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ازْجَعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ﴾ [النور، الآيات : ۲۷، ۲۸، ۲۹] وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُؤُوسَهُنَّ قَالَ: اصْرِفْ بَصْرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ [النور : ۳۰] وَقَالَ قَتَادَةُ : عَمَّا لَا يَجِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور : ۳۱] حَائِثَةُ الْأَعْيُنِ مِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا نَهَى عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ : فِي النَّظَرِ إِلَى الْبَيِّ لَمْ تَحْضَنْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً، وَكَرِهَ عَطَاءُ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي. يُبَغْنَ

بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

۶۲۲۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلِيمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَرَدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجْزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يَفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَتَمِ وَضِيئَةٍ تَسْتَفِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَذْرَكَتِ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا، لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ۱۵۱۳]

(الحمد للہ اب مکہ میں ایسے بازار ختم ہو چکے ہیں)

(۶۲۲۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انھیں سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انھیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی آنحضرت ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا، یا رسول اللہ حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔ کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہو جائے گا۔

حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔

(۶۲۲۹) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو عامر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو! صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، ہماری یہ مجلس تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں روزمرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو یعنی راستے کو اس کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا، راستے کا حق کیا ہے یا

۶۲۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدَّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا؟ فَقَالَ: ((إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلَسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)). قَالُوا:

رسول اللہ! فرمایا (غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا، راہ گیروں کو نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((غَضُّ النَّبْصِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)). [راجع: ۲۴۶۵]

باب سلام کے بیان میں

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ پاک نے سورۃ نساء میں فرمایا اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بڑھ کر اچھا جواب دو یا (کم از کم) اتنا ہی جواب دو۔

۳۔ باب السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ

اللَّهِ تَعَالَى

﴿وَإِذَا حُيِّنَ بِتَحِيَّةٍ فَيَحُوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ۸۶]

السلام علیکم کے معنی ہوئے کہ اللہ پاک تم کو محفوظ رکھے ہر بلا سے بچائے۔ یہ بہترین دعا ہے جو ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ملاقات پر پیش کرتا ہے۔ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے مصافحہ کے معنی دونوں کا اپنے دائیں ہاتھوں کو ملانا اس میں صرف دایاں ہاتھ استعمال ہونا چاہئے۔

(۶۲۳۰) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شقیق نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتداء اسلام میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے ”سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے، سلام ہو جبریل پر، سلام ہو میکائیل پر، سلام ہو فلاں پر“ پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ ہی سلام ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ الخ پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان وزمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی۔ ”اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمدًا عبده ورسوله“ اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا چاہے پڑھے۔

(مگر یہ درود شریف پڑھنے کے بعد ہے۔)

۶۲۳۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ، السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فَلَانٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ: أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدَ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ)).

[راجع: ۸۳۱]

باب تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے
(۶۲۳۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے۔

باب سوار پہلے پیدل کو سلام کرے
(۶۲۳۲) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی، انہوں نے عبد الرحمن بن زید کے غلام ثابت سے سنا، اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

باب چلنے والا پہلے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے
(۶۲۳۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے زیاد نے خبر دی، انہیں ثابت نے خبر دی جو عبد الرحمن بن زید کے غلام ہیں۔ اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور چھوٹی جماعت پہلے بڑی جماعت کو سلام کرے۔

باب کم عمر والا پہلے بڑی عمر والے کو سلام کرے

۴- باب تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ
۶۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [أطرافه في: ۳۴-۶۲۳۲].

۵- باب تَسْلِيمِ الرَّائِبِ عَلَى الْمَاشِي
۶۲۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادُ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

۶- باب تَسْلِيمِ الْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ
۶۲۳۳- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادُ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّائِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

۷- باب تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

(۶۲۳۳) اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

۶۲۳۴- وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ: عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [راجع: ۶۲۳۱]

تشیخ ابراہیم بن طہمان کے اثر کو حضرت امام بخاری نے اب المفرد میں وصل کیا ہے اور ابو نعیم اور بیہقی نے وصل کیا ہے اور کرمانی نے غلطی کی جو یہ کہا کہ امام بخاری نے یہ حدیث ابراہیم بن طہمان سے بہ طریق مذکورہ سنی ہوگی اس لئے وقال ابراہیم کہا کیونکہ امام بخاری نے ابراہیم بن طہمان کا زمانہ نہیں پایا تو کرمانی کا یہ کہنا غلط ہے۔

باب سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا

(۶۲۳۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنے کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کے جواب دینے کا۔ کمزور کی مدد کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، افشاء سلام (سلام کا جواب دینے اور بکثرت سلام کرنے) کا، قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا۔ اور آنحضرت ﷺ نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے ہمیں منع فرمایا تھا۔ میشر (ریشم کی زین) پر سوار ہونے سے، ریشم اور دیا پہننے، قسی (ریشمی کپڑا) اور استبرق پہننے سے (منع فرمایا تھا)۔

۸- باب إفشاء السلام

۶۲۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدٍ بْنِ مَقْرَنٍ، عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيتِ الْغَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُومِ، وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَةِ، وَنَهَانَا عَنْ تَخْتُمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ رُكُوبِ الْمَيَّاتِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، وَالذَّبْيَاجِ، وَالْقَسِيِّ، وَالْإِسْتَبْرَقِ.

[راجع: ۱۲۳۹]

یہ ساتھی شرعی آداب ہیں جن کا ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔

باب پہچان ہو یا نہ ہو ہر ایک مسلمان کو

سلام کرنا

(۶۲۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابو الخیر نے،

۹- باب السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ

الْمَعْرِفَةِ

۶۲۳۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ، عَنْ أَبِي

ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اسلام کی کون سی حالت افضل ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ کہ (مخلوق خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، اسے بھی جسے تم پہناتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہناتے۔

الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «تَطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَعَلَى مَنْ لَمْ تَعْرِفْ».

[راجع: ۱۲]

ان احادیث کو روزانہ معمول بنانا بھی بے حد ضروری ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ توفیق بخشے آمین۔

(۶۲۳۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیشی نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام پہلے کرے۔ اور سفیان نے کہا کہ انہوں نے یہ حدیث زہری سے تین مرتبہ سنی ہے۔

۶۲۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَجِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ».

وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ۶۰۷۷]

۱۰- باب آية الحجاب

(۶۲۳۸) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو یونس نے خبر دی، انھیں ابن شہاب نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے باقی دس سالوں میں آپ کی خدمت کی اور میں پردہ کے حکم کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کب نازل ہوا تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ پردہ کے حکم کا نزول سب سے پہلے اس رات ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ پہلی خلوت کی تھی۔ آنحضرت ان کے دولہا تھے اور آپ نے صحابہ کو دعوت ولیمہ پر بلایا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے لیکن چند آدمی آپ کے پاس بیٹھے رہ گئے اور بہت دیر تک

۶۲۳۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنُ عَشَرَ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَعَدَمْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَغْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ وَقَدْ كَانَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ لِي مِنْتَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِزَيْنَبِ ابْنَةِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوسًا لَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ، ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ

وہیں ٹھہرے رہے۔ آنحضرت ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلا گیا تاکہ وہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آنحضرت چلتے رہے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ چلتا رہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھا کہ وہ لوگ اب چلے گئے ہیں۔ اس لئے واپس تشریف لائے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ واپس آیا لیکن آپ جب زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہ لوگ ابھی بیٹھے ہوئے تھے اور ابھی تک واپس نہیں گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ دوبارہ وہاں سے لوٹ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ گیا۔ جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک پہنچے تو آپ نے سمجھا کہ وہ لوگ نکل چکے ہوں گے۔ پھر آپ لوٹ کر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو واقعی وہ لوگ جا چکے تھے۔ پھر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکالیا۔

[راجع: ۴۷۹۱]

ایسے موقع پر صاحب خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔

(۶۲۳۹) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان سے ابو مجلہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور کھانا کھایا پھر بیٹھ کے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح اظہار کیا گویا آپ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کھڑے نہیں ہوئے جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ تو کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہونے پر قوم کے جن لوگوں کو کھڑا ہونا تھا وہ بھی کھڑے ہو گئے لیکن بعض لوگ اب بھی بیٹھے رہے اور جب آنحضرت ﷺ اندر داخل ہونے کے لئے تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے (آپ واپس ہو گئے) اور پھر جب وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے اور چلے گئے تو میں نے آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے میرے اور

مِنْهُمْ رَهْطًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَطَالُوا الْمَكْثَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوا فَمَشَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَشَيْتُ مَعَهُ، حَتَّى جَاءَ عَتَبَةُ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ، فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوا فَرَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةُ حُجْرَةَ عَائِشَةَ فَظَنُّ أَنْ قَدْ خَرَجُوا، فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوا فَأَنْزَلَ آيَةَ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا.

۶۲۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا، ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتِيهًا لِلْقِيَامِ، فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مِنْ قَامٍ مِنَ الْقَوْمِ، وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبِرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ، فَلَذَمْتُ أَدْخُلَ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ [الأحزاب: ۵۳]

اپنے درمیان پردہ ڈال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ داخل ہو“ آخر تک۔

الآیۃ۔ [راجع: ۴۷۹۱]

بعض نسخوں میں یہاں یہ عبارت اور زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ فیہ من الفقہ انہ لم یستأذنہم حین قام و خرج و فیہ انہ تہینا للقیام و ہو یرید ان یقوموا۔ حضرت امام بخاری نے کہا اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ آنحضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے ان سے اجازت نہیں لی اور یہ بھی نکلا کہ آپ نے ان کے سامنے اٹھنے کی تیاری کی۔

آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی اٹھ جائیں تو معلوم ہوا کہ جب لوگ بیکار بیٹھے رہیں اور صاحب خانہ تنگ ہو جائے تو ان کی بغیر اجازت اٹھ کر چلے جانا یا ان کو اٹھانے کے لئے اٹھنے کی تیاری کرنا درست ہے۔

۶۲۴۰- ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب نے خبر دی، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آنحضور ﷺ ازواج مطہرات کا پردہ کرائیں۔ بیان کیا کہ آنحضور نے ایسا نہیں کیا اور ازواج مطہرات رفع حاجت کے لئے صرف رات ہی کے وقت نکلتی تھیں (اس وقت گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے) ایک مرتبہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا باہر گئی ہوئی تھیں۔ ان کا قہقہہ تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھا۔ اس وقت وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا سودہ میں نے آپ کو پہچان لیا یہ انھوں نے اس لیے کہا کیونکہ وہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بڑے متمنی تھے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل کی۔

۶۲۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: اخْجُبْ نِسَاءَكَ قَالَتْ فَلَمْ يَفْعَلْ، وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتْ امْرَأَةً طَوِيلَةً فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ: عِرْقُكَ يَا سَوْدَةُ جَرِصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ. [راجع: ۱۴۶]

تشیخ اس حدیث سے یہ نکلا کہ ازواج مطہرات کے لئے جس پردے کا حکم دیا گیا وہ یہ تھا کہ گھر سے باہر ہی نہ نکلیں یا نکلیں تو محافہ یا محمل وغیرہ میں کہ ان کا جہ بھی معلوم نہ ہو سکے مگر یہ پردہ آنحضرت ﷺ کی بیویوں سے خاص تھا۔ دوسری مسلمان عورتوں کو ایسا حکم نہ تھا وہ پردے کے ساتھ برابر باہر نکلا کرتی تھیں۔

باب اذن لینے کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے (۶۲۴۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے زہری نے بیان کیا (سفیان نے کہا کہ) میں نے یہ حدیث زہری سے سن کر اس طرح یاد کی ہے کہ جیسے تو اس وقت یہاں موجود ہو اور ان سے سل بن سعد نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے

۱۱- باب الاستئذان من أجل البصر ۶۲۴۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَفِظْتُهُ كَمَا أَنْكَرَ هَهُنَا، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَطْلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرِ فِي حُجْرٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کسی حجرہ میں سوراخ سے دیکھا، آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندرا داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اسلئے کہ (اندرا کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جائے۔

(۶۲۴۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی بکر نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو آنحضرت ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بست سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔

[راجع: ۵۹۲۴]

۶۲۴۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا أَطْلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِمَشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتَلِ الرَّجُلُ لِيَطْعَنَهُ.

[طرفہ فی: ۶۸۸۹، ۶۹۰۰.]

گویا آپ وہ پھل انھیں چبھو دیں گے۔

۱۲- باب زَنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ
۶۲۴۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَرْ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزَّوْنِ، أَذْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَرِزْنَا النِّعِينَ النَّظَرُ، وَزَنَا اللِّسَانَ الْمُنَطَّقُ، وَالنَّفْسُ تَمْنَى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يَصْدَقُ ذَلِكَ كُلُّهُ أَوْ يَكْذِبُهُ)). [طرفہ فی: ۶۶۱۲.]

باب شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کے زنا کا بیان

(۶۲۴۳) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن طاووس نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صغیرہ گناہوں سے مشابہ میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (حضرت ابو ہریرہ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ مراد ہیں) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انھیں ابن طاووس نے، انھیں ابن عباس کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے کوئی چیز صغیرہ گناہوں سے مشابہ اس حدیث کے مقابلہ میں نہیں دیکھی جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لاعملہ دو چار ہو گا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

تَشْرِیح مطلب یہ ہے کہ نفس میں زنا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اب اگر شرمگاہ سے زنا کیا تو زنا کا گناہ لکھا گیا اور اگر خدا کے ڈر سے زنا سے باز رہا تو خواہش غلط اور جھوٹ ہو گئی اس صورت میں معافی ہو جائے گی۔

باب سلام اور اجازت تین مرتبہ ہونی چاہئے

(۶۲۴۴) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، انھیں عبداللہ بن ثنی نے خبر دی، ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو سلام کرتے (اور جواب نہ ملتا) تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور جب آپ کوئی بات فرماتے تو (زیادہ سے زیادہ) تین مرتبہ اسے دہراتے۔

(۶۲۴۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا، اس لئے واپس چلا آیا (جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انھوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہو گا۔ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہو گا۔ ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ اور

۱۳- باب التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا

۶۲۴۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

[راجع: ۹۴]

۶۲۴۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ فَقَالَ: مَا مَعَكَ؟ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ))، فَقَالَ: وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبِي بْنُ كَعْبٍ: وَاللَّهِ لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ

بہذاً.

ابن المبارک نے بیان کیا کہ مجھ کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا مجھ سے یزید بن خنیفہ نے بیان کیا، انھوں نے بسر بن سعید سے، کہا میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے سنا پھر یہی حدیث نقل کی۔

[راجع: ۲۰۶۲]

تشیخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کے بعد فوراً حدیث کو تسلیم کر لیا۔ مومن کی شان یہی ہونی چاہئے رضی اللہ عنہ وارضاه۔ پس بسر کا سماع ابو سعید سے ثابت ہوا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک راوی کی روایت بھی جب وہ ثقہ ہو جت ہے اور قیاس کو اس کے مقابل ترک کر دیں گے۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت زائد ہے۔ قال ابو عبد اللہ اراد عمر انتثبت الثبت لان لايجيز خبر الواحد یعنی امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ابو موسیٰ سے گواہ لائے کہ کہا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی اور زیادہ مضبوطی ہو جائے یہ سب نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صحابی کی روایت کردہ حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

باب اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو تو کیا اسے بھی اندر داخل ہونے کے لئے اذن لینا چاہئے یا نہیں سعید نے قنابہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو رافع نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی (بلانا) اس کے لئے اجازت ہے۔

۱۴- باب إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟ وَقَالَ سَعِيدٌ: عَنْ قَنَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هُوَ إِذْنُهُ)).

تشیخ اب پھر اذن لینے کی ضرورت نہیں۔ باب کی حدیث میں باوجود دعوت کے اذن لینے کا ذکر ہے۔ دونوں میں تطبیق یوں ہے اگر بلائے ہی کوئی چلا جائے تب نئے اذن کی ضرورت نہیں ورنہ اذن لینا چاہئے۔

(۶۲۴۶) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا (دوسری سند) اور ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عمر بن ذر نے خبر دی، کہا ہم کو مجاہد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا، آنحضرت ﷺ نے ایک بڑے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا، ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا اور انھیں میرے پاس بلالو۔ میں ان کے پاس آیا اور انھیں بلالایا۔ وہ آئے اور (اندر آئے کی) اجازت چاہی پھر جب اجازت دی گئی تو داخل ہوئے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

۶۲۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: ((أَبَا هُرَيْرَةَ الْحَقُّ أَهْلُ الصُّفَةِ فَأَدْعُهُمْ إِلَيَّ))، قَالَ: فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا.

[راجع: ۵۳۷۵]

باب بچوں کو سلام کرنا

(۶۲۴۷) ہم سے علی بن الجعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعبہ

۱۵- باب التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ
۶۲۴۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا

نے خبر دی، انھیں سيارے، انہوں نے ثابت بنانی سے روایت کی، انھیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صَبِيَّانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ.

باب مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا

اور عورتوں کا مردوں کو

۱۶- باب تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى

النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

حدیث کی رو سے تو یہ جائز نکلتا ہے مگر فقہاء یہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو مردوں کا یا جوان مردوں کو جوان عورتوں کا سلام کرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے۔ میں (وحید الزماں) میں لکھتا ہوں کہ فتنہ کے خیال سے شرعی حکم بدل نہیں سکتا۔ جب کلام جائز ہے تو سلام کا منع ہونا عجیب بات ہے۔ حدیث میں تقرا السلام علی من عرفت و علی من لم تعرف ہے جو مرد عورت سب کو شامل ہے۔

(۶۲۳۸) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے انکے والد نے اور ان سے سلّٰہ نے کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی کس لئے؟ فرمایا کہ ہماری ایک بڑھیا تھیں جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھیں۔ ابن سلمہ نے کہا کہ بضاعہ مدینہ منورہ کا بھجور کا ایک باغ تھا۔ پھر وہاں سے چقدر لاتی تھیں اور اسے ہانڈی میں ڈالتی تھیں اور جو کچھ دانے ہیں کر (اس میں ملائی تھیں) جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو انھیں سلام کرنے آتے اور وہ یہ چقدر کی جڑ میں آٹا ملی ہوئی دعوت ہمارے سامنے رکھتی تھیں، ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے اور قیلولہ یا دوپہر کا کھانا ہم جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

(۶۲۳۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انھیں زہری نے، انھیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا و علیہ السلام و رحمۃ اللہ آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ام المؤمنین کا اشارہ آنحضرت ﷺ کی طرف تھا۔ معمر کے ساتھ اس حدیث کو شعیب اور یونس اور

۶۲۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلَمْ قَالَ: كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تُرْسِلُ إِلَى بَضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلُ بِالْمَدِينَةِ، فَتَأْخُذُ مِنْ أَصُولِ السَّلَقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قَدَرٍ وَتُكْرِكِرُ حَبَاتٍ مِنْ شَعِيرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتَقْدُمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ۹۳۸]

۶۲۴۹- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ)) قَالَتْ: قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَرَى مَا لَا تَرَى تُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

نعمان نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ یونس اور نعمان کی روایتوں میں وبرکاتہ کا لفظ زیادہ ہے۔

تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُونُسُ وَالنُّعْمَانُ : عَنْ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ. [راجع: ۳۲۱۷]

اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس دجیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے تھے اور دجیہ مرد تھے تو ان کا حکم بھی مرد کا ہوا اور حدیث سے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنا ثابت ہوا خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں مگر پردہ ضروری ہے۔

۱۷- باب إِذَا قَالَ : مَنْ ذَا؟ فَقَالَ : أَنَا؟

باب اگر گھروالا پوچھے کہ کون ہے اس کے جواب میں کوئی کہے کہ میں ہوں اور نام نہ لے

(۶۲۵۰) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، کون ہیں؟ میں نے کہا ”میں“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”میں“ ”میں“ جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

۶۲۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِي دَيْنٌ كَانَ عَلَى أَبِي لَدَقَقْتُ الْأَبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. [راجع: ۲۹۲۷]

کیونکہ بعض وقت صرف آواز سے صاحب خانہ پہچان نہیں سکتا کہ کون ہے اس لئے جواب میں اپنا نام بیان کرنا چاہئے۔

۱۸- باب مَنْ رَدَّ فَقَالَ : عَلَيْكَ

باب جواب میں صرف علیک السلام کہنا

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں (اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا) فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا۔

السَّلَامُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)).

یہ دونوں حدیثیں اوپر موصولہ ذکر ہو چکی ہیں۔ ان کو لانے سے حضرت امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بڑھا کر کہنا بہتر ہے۔ گو صرف علیک السلام بھی کہنا درست ہے۔

(۶۲۵۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن نمیر نے خبر دی، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو

۶۲۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ

کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وعلیک السلام“ واپس اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور سلام کیا آپ نے فرمایا وعلیک السلام۔ واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ واپس گیا اور اس نے پھر نماز پڑھی۔ پھر واپس آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام۔ واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ ان صاحب نے دوسری مرتبہ، یا اس کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑے ہو کر تو پہلے پوری طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کو، اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لئے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل اپنی ہر رکعت میں کرو۔ اور ابو اسامہ راوی نے دوسرے سجدہ کے بعد یوں کہا پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جا۔

فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ: أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا عَلَّمَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

[راجع: ۷۵۷]

تو اس میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں۔ اس شخص کا نام خلد بن رافع تھا یہ نماز جلدی جلدی ادا کر رہا تھا۔ آپ نے نماز آہستہ سے پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ حدیث میں لفظ وعلیک السلام مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ ابو اسامہ راوی کے اثر کو خود حضرت امام نے کتاب الایمان والنذور میں وصل کیا ہے۔

(۶۲۵۲) ہم سے ابن بشار نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر سر سجدہ سے اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا۔

۶۲۵۲- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا)).

[راجع: ۷۵۷]

یعنی اس میں جلسہ استراحت کا ذکر ہے جسے کرنا مسنون ہے۔

۱۹- باب إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ

السَّلَامَ

۶۲۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكْرِيَّا قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ جِبْرِيلَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ)) قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

[راجع: ۳۲۱۷]

باب اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نے تجھ کو سلام کہا ہے تو وہ کیا کہے

(۶۲۵۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عامر سے سنا، انھوں نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمت نازل ہو۔“

باب کی مطابقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے ہے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ جس کو خود حضرت جبریل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسی پاک خاتون پر ہماری طرف سے بھی بہت سے سلام پہنچائے اور حشر میں ان کی دعائیں ہم کو نصیب کرے آمین۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۶۳ سال کی عمر طویل پائی اور ۷ رمضان ۵۷ھ میں مدینہ المنورہ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا وارضاهما آمین۔

باب ایسی مجلس والوں کو سلام کرنا جس میں مسلمان اور

مشرک سب شامل ہوں

۲۰- باب التَّسْلِيمِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ

أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ

سلام کرنے والا مسلمانوں کی نیت کرے بعض نے کہا کہ وہ کہے السلام علی من اتبع الهدی۔

(۶۲۵۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انھیں معمر نے، انھیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک گھٹی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان بت پرست مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس

۶۲۵۴- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ مَوْسَى، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ غُرَّةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكْفٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ لَدَكِيَّةٌ، وَأَزْدَفَ وَرَاءَهُ أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُوذُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةُ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَلَهُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي

میں عبد اللہ بن رواحہ بھی موجود تھے۔ جب مجلس پر سواری کا گرد پڑا تو عبد اللہ نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انھیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عبد اللہ بن ابی ابن سلول بولا، میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں اگر وہ چیز حق ہے جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آکر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو، اپنے گھر جاؤ اور ہم سے جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر ابن رواحہ نے کہا آنحضرت ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ کوئی ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ انھیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، سعد تم نے نہیں سنا کہ ابو حباب نے آج کیا بات کہی ہے۔ آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجئے اور درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرماتا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شامی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

ابنُ سُلُولٍ، وَلَمَّا الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ حَمَرُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَنْفَةَ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَيِّرُوا عَلَيْنَا فَلَئِنْ عَلَيْنَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنُ سُلُولٍ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ لِمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَيْنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نَحِبُ ذَلِكَ فَاسْتَبَ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَابَعُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يَخْفِضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ دَابَّةَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيُّ سَعْدٍ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَنْفَةَ قَالَ: كَذًا وَكَذَا، قَالَ: اغْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاصْفَحْ، فَوَلَّى اللَّهُ لَقَدْ أَغْطَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَغْطَاكَ، وَلَقَدْ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوَجَّوهُ فَيَمْصُوبُونَهُ بِالْعَصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللَّهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَغْطَاكَ شَرَقَ بِذَلِكَ، فَلَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ.

تشریح اس حدیث سے جہاں باب کا مضمون واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے وہاں آنحضرت ﷺ کی کمال دانائی، دور اندیشی، عفو، حلم کی بھی ایک شاندار تفصیل ہے کہ آپ نے ایک انتہائی گستاخ کو دامن عفو میں لے لیا اور عبد اللہ بن ابی جیسے خفیہ دشمن اسلام کی حرکت شیعہ کو معاف فرما دیا۔ اللہ پاک ایسے پیارے رسول پر ہزار ہا ہزار ان گنت درود و سلام نازل فرمائے آمین۔ اس میں

آج کے ٹھیکہ داران اسلام کے لئے بھی درس عبرت ہے جو ہر وقت شعلہ جوالہ بن کر اپنے علم و فضل کی دھاک بٹھانے کے لئے اخلاق نبوی کا عملاً مضحکہ اڑاتے رہتے ہیں اور ذرا سی خلاف مزاج بات پا کر غیظ و غضب کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اکثر مقلدین جامدین کا یہی حال ہے الا ماشاء اللہ۔ اللہ پاک ان مذہب کے ٹھیکہ داروں کو اپنا مقلد سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

باب جس نے گناہ کرنے والے کو سلام نہیں کیا

اور اس وقت تک اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا جب تک اس کا توبہ کرنا ظاہر نہیں ہو گیا اور کتنے دنوں تک گنہگار کا توبہ کرنا ظاہر ہوتا ہے؟ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

یہ بھی ایک موقع ہے، ہو الحب لله والبغض لله کو ظاہر کرتا ہے۔

(۶۲۵۵) ہم سے ابن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا تھا اور یہ اندازہ لگاتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جواب سلام میں ہونٹ مبارک ہلائے یا نہیں، آخر پچاس دن گزر گئے اور آنحضرت ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کے قبول کئے جانے کا نماز فجر کے بعد اعلان کیا۔

۲۱- باب مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنْ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَمَنْ لَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتَّى تَتَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي؟ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو : لَا تُسَلِّمُوا عَلَى شَرِّبَةِ الْخَمْرِ.

۶۲۵۵- حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا وَآتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَيْهِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ خَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ حَتَّى كَمَلْتُ خَمْسُونَ لَيْلَةً، وَآدَنَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَوْبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا حِينَ صَلَّى الْفَجْرَ.

[راجع: ۲۷۵۷]

یہ ایک عظیم واقعہ تھا جس سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ متسم ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کی اس دعوت جہاد کی اہمیت کے پیش نظر کعب بن مالک جیسے نیک و صالح فدائی اسلام کے لئے یہ تساہل مناسب نہ تھا وہ جیسے عظیم المرتبت تھے ان کی کوتاہی کو بھی وہی درجہ دیا گیا اور انھوں نے جس صبر و شکر و پامردی کے ساتھ اس امتحان میں کامیابی حاصل کی وہ بھی لائق صد تحریک ہے اب یہ امر امام و خلیفہ کی دور اندیشی پر موقوف ہے کہ وہ کسی بھی ایسی لغزش کے مرتکب کو کس حد تک قاتل سرزنش سمجھتا ہے۔ یہ ہر کس و ناکس کا مقام نہیں ہے فافہم ولا تکن من القاصرین۔

باب ذمیوں کے سلام کا جواب

کس طرح دیا جائے؟

۲۲- باب كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ

الذِّمَّةِ السَّلَامُ؟

(۶۲۵۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انھیں زہری نے، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی، اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ”السلام علیک“ (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا ”علیکم السلام واللّٰعنة“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ ”وعلیکم“ (اور تمہیں بھی)

۶۲۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ فَفَهَّمْنَاهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوْ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)).

[راجع: ۲۹۳۵]

(۶۲۵۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انھیں عبد اللہ بن دینار نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی ”السلام علیک“ کہے تو تم اس کے جواب میں صرف ”وعلیک“ (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔

۶۲۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: وَعَلَيْكُمْ)).

(۶۲۵۸) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، انھیں عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف ”وعلیکم“ کہو۔

۶۲۵۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)).

[طرفہ فی: ۶۹۲۶]

یہ بھی ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جب کہ یہودی نے صاف لفظوں میں بددعا کے الفاظ سلام کی جگہ استعمال کئے تھے۔ آج کے دور میں غیر مسلم اگر کوئی اچھے لفظوں میں دعا سلام کرتا ہے تو اس کا جواب بھی اچھا ہی دینا چاہئے واذّا حبیتم بنحیۃ فحبوا با حسن منها اور دوا میں عام حکم ہے۔

باب جس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے ایسے

۲۳- باب مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ

فخص کا مکتوب پکڑ لیا جس میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بات لکھی گئی ہو تو یہ جائز ہے۔

مَنْ يُخَذِّرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ
لِسْتَبِينَ أَمْرَهُ

مگر یہ بھی بحکم خلیفہ اسلام ہو جب کہ اس کو ایسے شخص کا حال معلوم ہو جائے۔

(۶۲۵۹) ہم سے یوسف بن ہلول نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن اوریس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حمین بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبدالرحمن سلمیٰ نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زہیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی کو بھیجا۔ ہم سب گھوڑ سوار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور جب ”روضہ خلع“ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین کے پاس بھیجا گیا ہے (اسے لے آؤ) بیان کیا کہ ہم نے اس عورت کو پایا، وہ اپنے اونٹ پر جارہی تھی اور وہیں پر ملی (جمل) آنحضرت ﷺ نے بتایا تھا۔ بیان کیا کہ ہم نے اس سے کہا کہ خط جو تم ساتھ لے جا رہی ہو وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے کجاوہ میں تلاشی لی لیکن ہمیں کوئی چیز نہیں ملی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں کوئی خط تو نظر آتا نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، مجھے یقین ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے غلط بات نہیں کہی ہے۔ قسم ہے اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تم خط نکالو ورنہ میں تمہیں ننگا کر دوں گا۔ بیان کیا کہ جب اس عورت نے دیکھا کہ میں واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ ہوں تو اس نے ازار باندھنے کی جگہ کی طرف ہاتھ بڑھایا، وہ ایک چادر ازار کے طور پر باندھے ہوئے تھی اور خط نکالا۔ بیان کیا کہ ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، حاطب تم نے ایسا کیوں کیا؟ انھوں نے کہا کہ میں اب بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اندر کوئی تغیر و تبدیلی نہیں آئی

۶۲۵۹- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُهْلُولٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ حَدَّثَنِي خُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدَةَ الْغَنَوِيِّ وَكُنَّا لَارِسَ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَالِجٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ)) قَالَ: فَأَذَرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَيَّ جَمَلٍ لَهَا حَتَّى قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكَ؟ قَالَتْ: مَا مَعِيَ كِتَابٌ فَأَنْخَنَّا بِهَا فَأَبْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا، فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ: صَاحِبَايَ: مَا تَرَى كِتَابًا قَالَ: قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي يُخَلْفُ بِهِ لِيُخْرِجَنِي الْكِتَابَ أَوْ لَأَجْرُكَ قَالَ: فَلَمَّا رَأَتْ الْجَدَّ مِنِّي أَهَوَتْ بِبَيْعِهَا إِلَى خُجْرَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ

ہے، میرا مقصد (خط بھیجنے سے) صرف یہ تھا کہ (قریش پر آپ کی فوج کشی کی اطلاع دوں اور اس طرح) میرا ان لوگوں پر احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے اللہ میرے اہل اور مال کی طرف سے (ان سے) مدافعت کرائے۔ آپ کے جتنے (مہاجر) صحابہ ہیں ان کے مکہ کھمبہ میں ایسے افراد ہیں جن کے ذریعہ اللہ ان کے مال اور ان کے گھر والوں کی حفاظت کرائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انھوں نے سچ کہہ دیا ہے اب تم لوگ ان کے بارے میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ کہو۔ بیان کیا کہ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عمر! تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر کی لڑائی میں شریک صحابہ کی زندگی پر مطلع تھا اور اس کے باوجود کہا کہ تم جو چاہو کرو، تمہارے لئے جنت لکھ دی گئی ہے۔ بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور عرض کی، اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

[راجع: ۳۰۰۷]

تشیخ حضرت طالب بن ابی بلتعہ کی صاف گوئی نے سارا معاملہ صاف کر دیا اور حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت رسول کریم ﷺ نے ان کو شرف معافی عطا فرما کر اور ایک اہم ترین دلیل پیش فرما کر حضرت عمر اور دیگر اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطمئن فرما دیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مفتی جب تک کسی معاملہ کے ہر پہلو پر گہری نظر نہ ڈال لے اس کو فتویٰ لکھنا مناسب نہیں ہے۔

باب اہل کتاب کو کس طرح خط

لکھا جائے

(۶۲۶۰) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انھیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انھیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انھیں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہر قل نے قریش کے چند افراد کے ساتھ انھیں بھی بلا بھیجا۔ یہ لوگ شام تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ سب لوگ ہر قل کے پاس آئے۔ پھر انھوں نے واقعہ بیان کیا کہ

عَلَى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا بِي إِلَّا أَنْ أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَا غَيْرُ ذَلِكَ، أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ بِذِي بَدَفَعِ اللَّهُ بَهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَنْدَفِعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، قَالَ: ((صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَذَعْنِي فَأَضْرِبْ عَنْقَهُ قَالَ: فَقَالَ ((يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اذْهَبُوا مَا جِئْتُمْ فَقَدْ وَجَّهَتْ لَكُمْ الْجَنَّةَ)) قَالَ: فَذَمَعْتُ عَيْنَا عُمَرَ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَكْثَمُ.

۲۴- باب كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ

إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟

۶۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَبُو الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا يَجَارُوا بِالشَّامِ، فَاتَوَّاهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ:

پھر ہر قل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے (ﷺ) ہر قل عظیم روم کی طرف سلام ہو ان پر جنہوں نے ہدایت کی اتباع کی۔ اما بعد!

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَرِئَ، فَإِذَا فِيهِ ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ)). [راجع: ۷]

خط لکھنے کا یہ وہ دستور نبوی ہے جو بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ کاتب اور مکتوب کو کس کس طرح قلم چلانی چاہئے۔ یہ جملہ ہدایات اس سے واضح ہیں مگر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضی امین۔

باب ۲۵۔ باب بَمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

(۶۲۶۱) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیع نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آنحضرت ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے لکڑی کا ایک ٹھالیا اور اس میں سوراخ کر کے ایک ہزار دینار اور خط رکھ دیا۔ وہ خط ان کی طرف سے ان کے ساتھی (قرض خواہ) کی طرف تھا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے لکڑی کے ایک ٹھے میں سوراخ کیا اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور ان کے پاس ایک خط لکھا، فلاں کی طرف سے فلاں کو ملے۔

۶۲۶۱- وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيهَا أَلْفَ دِينَارٍ وَصَحِيفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ)). [راجع: ۱۴۹۸]

چونکہ قرض دار انتہائی امانت دار اور وعدہ وفا مرد مومن تھا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور امانت اور مکتوب ہر دو قرض خواہ کو بحیرت وصول ہو گئے، ایسے مردان حق آج عقاب ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ جعلنا اللہ منهم امین۔

باب ۲۶۔ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ))

(۶۲۶۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ قریظہ کے یہودی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث بنانے پر تیار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا

۶۲۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيفٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ تَزَلُّوا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ - أَوْ قَالَ - خَيْرِكُمْ)) فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكُمْ)) قَالَ: ((لَأَنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْتَبَى ذُرَارِيُّهُمْ)) فَقَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتُ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيدٍ إِلَى حُكْمِكِ. [راجع: ٤٠٤٣]

بھیجا۔ جب وہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سردار کے لینے کو اٹھو یا یوں فرمایا کہ اپنے میں سب سے بہتر کو لینے کے لئے اٹھو۔ پھر وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے پر راضی ہو کر (قلعہ سے) اتر آئے ہیں (اب تم کیا فیصلہ کرتے ہو)۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے وہی فیصلہ کیا جس فیصلہ کو فرشتہ لے کر آیا تھا۔ ابو عبد اللہ (مصنف) نے بیان کیا کہ مجھے میرے بعض اصحاب نے ابو الولید کے واسطے سے ابو سعید رضی اللہ عنہ کا قول (علی کے بجائے بصلہ) ”الی“ حکمک نقل کیا ہے۔

تشریح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا بعض میرے ساتھیوں نے ابو الولید سے یوں نقل کیا الی حکمک یعنی بجائے علی حکمک کے۔ ابو سعید خدری نے یوں ہی کہا بجائے علی کے الی نقل کیا۔ حق یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے، اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اٹھ کر ان کو سواری سے اتار دو اور تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ لا تقوموا کما یقوم الاعاجم جیسے غبی لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

باب مصافحہ کا بیان

۲۷- باب الْمَصَافِحَةِ

تشریح لفظ مصافحہ صغ سے ہے جس کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔ پس ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے جو مسنون ہے یہ ہر دو جانب سے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ ملانے کا یہاں کوئی محل نہیں ہے جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں۔ ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے تشدد سکھایا تو میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان تھیں اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ اٹھ کر بڑی تیزی سے میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور (توبہ کے قبول ہونے پر) مجھے مبارک باد دی۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ ﷺ الشَّهْدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفْيَيْهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ يُهْرَوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَانِي.

(۶۲۶۳) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم نے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا

۶۲۶۳- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لَأَنْسٍ:

مصافحہ کا دستور نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور تھا۔

(۶۲۶۳) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

باب دونوں ہاتھ پکڑنا اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا

(۶۲۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن بخیرہ ابو معمر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشدد سکھایا، اس وقت میرا ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا (اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدًا عبده ورسوله۔ آنحضرت ﷺ اس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم (خطاب کا صیغہ کے بجائے) اس طرح پڑھنے لگے۔ ”السلام علی النبی“ یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔

مصافحہ ایک ہاتھ سے مسنون ہے یا دونوں ہاتھوں سے، اس کے لئے ہم محدث کبیر حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب مبارک پوری رحمہ اللہ کی قلم مبارک سے کچھ تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے آپ کے رسالہ المقالة الحثی کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہل حدیث مصافحہ کرتے ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہایت صاف طور پر

اَکَانَتْ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : نَعَمْ.

۶۲۶۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيَّوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [راجع: ۳۶۹۴]

۲۸- باب الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافِحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

۶۲۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ : سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَفَى بَيْنَ كَفَيْهِ التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانِيَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا : السَّلَامُ، يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۸۳۱]

تشریح

پوری

ثابت ہے اس کے ثبوت میں ذرا بھی شک نہیں ہے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے حنفیہ میں رائج ہے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے اور نہ کسی تابعی کے قول و فعل سے اور ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) سے بھی کسی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا بسند منقول نہیں اور فقہائے حنفیہ نے تشبیہ اور تمثیل کے پیرایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ ”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کی کاشت کی اور زراعت لگائی اور علقمہ رضی اللہ عنہ نے اس میں آپاشی کی اور اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے اس کو کاٹا اور حماد رضی اللہ عنہ نے ماش کی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے غلہ کو چکی میں پیسا اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے اس کے آنے کو گوندھا اور امام محمد رضی اللہ عنہ نے اس کی روٹی پکائی اور باقی تمام لوگ (یعنی مقلدین احناف) اس روٹی سے کھا رہے ہیں۔“ سو واضح ہو کہ ان کا کاشت کرنے والے، زراعت لگانے والے، آپاشی کرنے والے، کاٹنے والے، ماش کرنے والے، آٹا پینے والے، آٹا گوندھنے والے اور روٹی پکانے والے میں سے بھی کسی کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا ثابت نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک جو نہایت مستند اور معتبر کتابیں ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے، ان میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ کتب حنفیہ میں طبقہ اولیٰ کی کتابیں امام محمد کی تصنیفات (مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، زیادات) ہیں۔ جن کے مسائل مسائل اصول اور مسائل ظاہر الروایۃ سے تعبیر کئے جاتے ہیں اور امام محمد رضی اللہ عنہ کی ان تصنیفات میں آخری تصنیف بقول علامہ ابن الہمام جامع صغیر ہے امام محمد رضی اللہ عنہ کی اس آخری تصنیف کی جلالت شان کا پتہ بھی اچھی طرح تم کو اس سے لگ سکتا ہے کہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ جو امام محمد رضی اللہ عنہ کے استاد ہیں اس کتاب کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ نہ حضریں اس کو جدا کرتے اور نہ سفر میں۔ اس آخری تصنیف میں بھی امام محمد رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ بلکہ صرف اس قدر لکھا ہے لا باس بالمصافحۃ یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقہائے حنفیہ کے طبقہ ثانیہ میں علامہ قاضی خان بہت بڑے پایہ کے فقیہ ہیں۔ آپ کی ضخیم کتاب جو فتاویٰ قاضی خان کے نام سے مشہور ہے۔ عند الحنفیہ نہایت مستند ہے۔ قاضی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ہر باب میں بے شمار مسائل جزئیہ کو درج فرمایا ہے لیکن آپ نے بھی اس کتاب میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو نہیں لکھا ہے بلکہ مصافحہ کے متعلق صرف وہی لکھا ہے جو امام محمد رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر میں لکھا ہے۔ کتب معتبرہ حنفیہ میں ہدایہ ایک درسی اور ایسی مقبول اور مستند و معتد کتاب ہے کہ اس کی مدح میں فقہائے حنفیہ اس شعر کو پڑھتے ہیں۔

ان الہدایۃ کالقرآن قد نسخت ما صنفوا قبلہا فی الشرع من کتب

یعنی ہدایہ نے قرآن مجید کی طرح تمام ان کتابوں کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے لوگوں نے تصنیف کی تھیں اس کتاب میں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے بلکہ اس میں صرف اس قدر لکھا ہے ولا باس بالمصافحۃ لانہ ہوا المتوارث وقال علیہ السلام من صافح اخاه المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ انتھی یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ ایک قدیم سنت ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان سے مصافحہ کرے اور اپنے ہاتھ کو ہلاوے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور ہدایہ کے شروح بنائے۔ عنایہ۔ کفایہ۔ نتائج الافکار۔ تکرار۔ فتح القدر وغیرہ میں بھی اس امر کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون یا مستحب اور کتب معتبرہ حنفیہ شرح وقایہ بھی درسی کتاب ہے اور قریب قریب ہدایہ کے مقبول و مستند ہے۔ اس میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ اس میں بھی صرف اس قدر لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا جائز ہے اور اس کتاب کے شروح و حواشی معبرہ ذخیرۃ العقبی وغیرہ میں بھی اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہونا چاہئے۔ اب آؤ ذرا ان متون ثلاثہ معتبرہ کو دیکھیں جن پر فقہائے متاخرین کا اعتماد (اعلم ان المتأخرین قد اعتمدوا علی المتون الثلاثة الوقایۃ و مختصر القدوری والکنز کذا فی البایع الکبیر) ہے۔ یعنی وقایہ۔ کنز۔ قدوری۔ سو واضح رہے کہ ان متون میں بھی دونوں

ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ المختصر مذہب حنفی کی جتنی کتابیں مستند و معتبر ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے ان میں سے کسی میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا نہیں لکھا ہے نہ ان میں یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسنون یا مستحب ہے۔

اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ فقہ حنفی میں درمختار ایک مشہور و معروف کتاب ہے اور اس میں لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے تو ان کو یہ جواب دینا چاہئے کہ کسی کتاب کا مشہور و معروف ہونا اور بات ہے اور اس کا مستند و معتبر ہونا اور بات۔ درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتد ہونا لازم نہیں دیکھو فقہ حنفی میں خلاصہ کیدانی کیسی مشہور کتاب ہے بالخصوص بلاد ماوراء النہر میں کہ وہاں تو لوگ اسے ازبر یاد کرتے ہیں۔ مگر ساتھ اس شہرت کے باوجود محققین حنفیہ کے نزدیک بالکل غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہے پس درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتد ہونا ضرور نہیں ہے اور ساتھ اس کے فقہائے حنفیہ نے اس امر کی صاف تصریح (مقدمة عمدة الرعاية حاشیة شرح وقایة میں ہے لا يجوز الافناء من الكتب المختصرة كالنهر و شرح الكنز للعینی والد المختار شرح تنویر الابصار انتہی) کی ہے کہ درمختار وغیرہ کتب مختصرہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ درمختار میں یہ مسئلہ (یعنی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا سنت ہونا) کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے اور جس کتاب سے نقل کیا گیا ہے وہ کتاب کیسی ہے معتبر ہے یا غیر معتبر۔ پس واضح ہو کہ درمختار میں یہ مسئلہ قتیہ سے نقل (درمختار میں ہے و فی القنیة السنة فی المصافحة بکلتایدہ و تمامہ فیما علقتہ علی الملتفی انتہی) کیا گیا ہے اور عند الحنفیہ قتیہ معتبر نہیں ہے۔ (دیکھو مقدمہ عمدة الرعاية ۱۲) اس کتاب کا مصنف اعتقاداً معتزلی تھا اور فروع میں حنفی۔ اس کی تمام کتابیں قتیہ وغیرہ بترتیب فقہائے حنفیہ نا معتبر و غیر مستند ہیں اور صاحب قتیہ نے اس مسئلہ کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ درمختار میں یہ مسئلہ قتیہ سے نقل کیا گیا ہے اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک قتیہ غیر معتبر و غیر مستند ہے اور قتیہ میں اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے کے ثبوت میں درمختار کا نام لینا ناواقف لوگوں کا کام ہے اور درمختار کے مثل بعض اور کتب حنفیہ متاخرین میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے مسنون ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن وہ نہ کتب معتبرہ مذکورہ بالا کی طرح معتبر و مستند ہیں اور نہ ان میں معتبر و مستند کتاب سے یہ دعویٰ منقول ہے اور نہ ان میں اس کی کوئی دلیل لکھی ہے۔ غالب یہ ہے کہ اسی قتیہ سے بواسطہ یا بلاواسطہ یہ دعویٰ نقل کیا گیا ہے۔ یہ سب باتیں جب تم سن چکے تو اب ہمارے اس زمانہ کے احناف کا منہج دیکھو۔ ان لوگوں نے اس مسئلہ میں تحقیق سے کچھ بھی کام نہیں لیا اور جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو بالکل نظر انداز کیا بلکہ اپنی ان تمام مستند کتابوں کو بھی نظر انداز کیا جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے اور اڑے تو کس پر درمختار وغیرہ پر اور اڑے تو ایسا کہ ایک ہاتھ کے مصافحہ کو غیر مسنون ٹھہرا دیا اور بعض جہال و متعصبین نے تو اس قدر تشدد کیا کہ اپنی جہالت اور تعصب کے جوش میں آکر ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت نادرست اور بدعت ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس پر بھی تسکین نہ ہوئی تو اس سنت نبویہ کو نصاریٰ کا کام ٹھہرا کر اور اس سنت کے عاملین کو برے لقب سے یاد کر کے اپنے جہالت اور تعصب بھرے ہوئے دل کو ٹھنڈا کیا۔ انا للہ و ننا الیہ راجعون و ہا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی اللہ الودود۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں

پہلی روایت: حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تہذیب شرح مؤطا میں لکھتے ہیں۔ حد ثنا عبد الواد بن سفیان قال ثنا قاسم بن اصبح ثنا ابن وضاح قال ثنا یعقوب بن کعب قال ثنا مبشر بن اسماعیل عن حسان بن نوح عن عبید اللہ بن بسر قال ترون یدی ہذہ صافحت بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ذکر الحدیث یعنی عبید اللہ بن بسر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے

ہو۔ میں نے اسی ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے اور ذکر کیا حدیث کو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث سے بصراحت ثابت ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

دوسری روایت: عن انس بن مالک قال صافحت بكفى هذه كف رسول الله صلى الله عليه وسلم فما مسست خزا ولا حريرا ابن كفه صلى الله عليه وسلم۔ یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی اس ایک ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کسی خزکو اور نہ کسی ریشمی کپڑے کو مس کیا۔ یہ حدیث مسلسل بالمصافحہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس حدیث کی سند میں جتنے راوی واقع ہیں ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنے استاد سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔ اس حدیث کو علامہ محمد عابد سندى رحمہ اللہ نے ”حصر الشارد“ میں اور علامہ شوکانی نے اتحاف الاکابر میں اور بہت سے محدثین نے اپنے سلسلات میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی اسناد کے کئی طریق ہیں۔ بعض طریق اگرچہ قابل احتجاج و استشاد نہیں مگر بعض طریق قابل استشاد ضرور ہیں اور ہم نے اس روایت کو احتجاجاً پیش نہیں کیا ہے بلکہ استشاداً اور اسی طرح تیسری روایت بھی استشاداً ہی ذکر کی گئی ہے۔ واضح ہو کہ ان دونوں روایتوں میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے لیکن ان روایتوں میں جو آگے آتی ہیں داہنے ہاتھ کی تصریح موجود ہے اور مصافحہ کے داہنے ہی ہاتھ سے مسنون ہونے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب الیمن ما استطاع فی شانہ کله فی طهورہ و ترجمہ متفق علیہ کذا فی مشکوٰۃ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں حتیٰ الوسع داہنے کو محبوب رکھتے وضو کرنے میں اور کنگھی کرنے اور جو تاہنہ میں۔ اس حدیث کے عموم میں مصافحہ بھی داخل ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے۔

تیسری روایت: عن ابی امامۃ تمام التحیۃ الاخذ بالید والمصافحۃ بالیمنی رواہ الحاكم فی الکبریٰ کذا فی کنز العمال (ص: ۳۱ / ج: ۵) یعنی ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کی تمامی ہاتھ کا پکڑنا اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔ روایت کیا اس کو حاکم نے کتاب الکبریٰ میں۔ اس روایت سے بھی صراحۃً معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہئے۔

چوتھی روایت: صحیح ابو عوانہ میں عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ فلما جعل الله الاسلام فی قلبی اتیت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله بسط يدك لا بايعك فبسط يمينه فقبضت يدي فقال مالک يا عمرو! فقلت اردت ان اشترط فقال تشترط ماذا قلت يغفر لى فقال ما علمت يا عمرو ان الاسلام يهدم ما كان قبله الحديث۔ یعنی عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اسلام ڈالا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! اپنے ہاتھ (مبارک) کو بڑھائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھایا پھر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کس بات کی شرط کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا اس بات کی کہ میری مغفرت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خبر نہیں کہ اسلام کے پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کو اسلام نیست و نابود کر دیتا ہے اس حدیث کو امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر اس میں بجائے ابسط يدك کے ابسط يمينك واقع ہوا ہے۔ اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ اگر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ضروری یا مسنون ہوتا تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بڑھاتے اور واضح ہو کہ اس حدیث کے موافق بیعت کے وقت داہنے ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی عادت بھی برابر جاری رہی ہے۔ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص: ۸۷ / ج: ۱ میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ بسط يمينك أى افصحها و مدھا لاضع يمينی علیہا کما هو العادة البيعة یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھائیے تاکہ میں اپنے داہنے ہاتھ کو آپ کے داہنے ہاتھ پر رکھوں

جیسا کہ بیعت میں عادت ہے۔ جب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کرنا مسنون ہے تو اسی سے ملاقات کے وقت بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوا کیونکہ مصافحہ ملاقات اور مصافحہ بیعت دونوں کی حقیقت ایک ہے ان دونوں مصافحہ کی حقیقت میں شریعت سے کچھ فرق ثابت نہیں ہے کما تقدم بیانہ۔

پانچویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۵۶۸ میں ہے۔ حد ثنا عبد اللہ حد سی ابی ثنا ابو سعید و عفان قالنا ثنا ربیعہ بن کلثوم حد ثنی ابی قال سمعت ابا غادیہ یقول بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو سعید فقلت له یمینک قال نعم قال جمعیا فی الحدیث و خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم العقیبة الحدیث۔ یعنی ربیعہ بن کلثوم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابو غادیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پس میں نے ابو غادیہ سے کہا کیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ روایت صحیح ہے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کا مسنون ہونا بمراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مسنون ہونا ثابت ہوا۔ کما مر۔

چھٹی روایت: صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے و کان بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مکة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی ہذہ ید عثمان فضرب بها علی یدہ فقال ہذہ لعثمان الحدیث یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعة الرضوان ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اس لئے کہ آپ کا داہنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھا اور دوسرا خود آپ کا۔ فضرک۔

ساتویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص: ۷۱/ج: ۳ میں ہے عن حبان ابی النصر قال دخلت مع والیہ بن الاسقع علی ابی اسود الجری فی مرضہ الذی مات فیہ فسلم علیہ وجلس فاخذ ابو الاسود یمین والیہ فمسح بها عنیہ ووجهہ لبیعة بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ یعنی حبان کہتے ہیں کہ میں والیہ کے ساتھ ابو الاسود کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا۔ پس والیہ نے ان کو سلام کیا اور بیٹھے پس ابو الاسود نے والیہ کے داہنے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں اور منہ سے لگایا اس واسطے کہ والیہ نے اپنے اسی داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اس روایت سے بھی داہنے ہاتھ سے مصافحہ بیعت کا مسنون ہونا بمراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

آٹھویں روایت: صحیح ابو عوانہ میں ہے حد ثنا اسحاق بن سيار قال حد ثنا عبید اللہ قال ابنا سفین عن زیاد بن علاقہ قال سمعت جریرا یحدث حین مات المغيرة بن شعبہ خطب الناس فقال اوصیکم بتقوی اللہ وحدہ لا شریک لہ والسکینة والوقار فانی بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ ہذہ علی الاسلام واشترط علی النصح لكل مسلم فوروب الکعبة انی لکم ناصح اجمعین واستغفر ونزل یعنی زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ نے انتقال کیا تو جریر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا (اے لوگو!) میں تم کو اللہ وحدہ لا شریک لہ سے ڈرنے اور سکون اور وقار کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس ایک ہاتھ سے اسلام پر بیعت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کے واسطے خیر خواہی کرنے کی شرط کی ہے پس رب کعبہ کی قسم ہے! میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں اور استغفار کیا اور اترے اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

نویں روایت: سنن ابن ماجہ میں ہے عن عقبہ بن صہبان قال سمعت عثمان بن عفان يقول ماتعت ولا تمنيت ولا مستت ذکری یمنی منذ بايعت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی عقبہ بن صہبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے داہنے ہاتھ سے بیعت کی ہے تب سے میں نے نہ تمنیٰ کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے ذکر کو چھوا۔ اس روایت سے بھی مصافحہ ملاقات کا ایک ہاتھ یعنی داہنے سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

دسویں روایت: کنز العمال، ص: ۸۲ / ج: ۱ میں ہے عن انس قال بايعت النبي صلى الله عليه وسلم يدي هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن جریر) یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنے اس ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن جریر نے۔ اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ ملاقات کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

گیارہویں روایت: کنز العمال میں ہے عن عبد الله بن حكيم قال بايعت عمر يدي هذه على السمع والطاعة فيما استطعت (ابن سعد) یعنی عبد اللہ بن حکیم روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اپنے ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہاتھ سے مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کما مر۔ واضح ہو کہ دسویں اور گیارہویں روایت میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے۔ مگر روایات مذکورہ بالا بتاتی ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں ایک ہاتھ سے مراد داہنا ہاتھ ہے و نیز واضح ہو کہ بیعت کی روایات مذکورہ میں بعض روایتیں استشہاداً پیش کی گئی ہیں۔ نیز واضح ہو کہ مصافحہ بیعت کے ایک ہاتھ سے مسنون ہونے کے بارے میں اور بھی بہت سی روایات مرفوعہ و موقوفہ آئی ہیں اور جس قدر یہاں نقل کی گئی ہیں وہ اثبات مطلوب کے واسطے کافی و دانی ہیں۔

بارہویں روایت: کتاب الترغیب والترہیب میں ہے عن سلمان الفارسی عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان المسلم اذا لقي اخاه فاخذ بيده تحاتت عنهما ذنوبهما كما يتحات الورق عن الشجر اليابسة في يوم ريح عاصف رواه الطبرانی باسناد حسن۔ یعنی سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت ہوا کے دن سوکے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں لفظ ید بصیغہ واحد ہے اور بصیغہ واحد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ مصافحہ کی جن جن احادیث میں لفظ ید واقع ہوا ہے بصیغہ واحد ہی واقع ہوا ہے۔ مصافحہ کی کسی حدیث میں لفظ ید بصیغہ تثنیہ نہیں واقع ہوا ہے۔ و من ادعی خلافہ فعليه البيان پس اس قسم کی تمام احادیث ہمارے مدعا کی مثبت ہیں۔

تیرہویں روایت: جامع ترمذی میں ہے عن البراء بن عازب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفرلهما قبل ان يتفرقا قال الترمذی هذا حديث حسن غريب یعنی براء بن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں پس مصافحہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ ترمذی نے کما یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث سے اور اس کے سوا تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ کا ذکر ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا

ثبوت نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ اہل لغت اور شراح حدیث نے مصافحہ کے جو معنی لکھے ہیں وہ دونوں ہاتھ کے مصافحہ پر صادق نہیں آتے اور ایک ہاتھ کے مصافحہ پر جس طرح اہل حدیث میں مروج ہے بخوبی صادق آتے ہیں۔ اب پہلے مصافحہ کے معنی سنو۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی حنفی رحمہ اللہ تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں۔ الرجل یصافح الرجل اذا وضع صفا کفہ فی صفا کفہ و صفا کفہما وجہا ہما و منہ حدیث المصافحة عند اللقاء وھی مفاعلة من صفا کف بال۔ و اقبال الوجه علی الوجه کذا فی اللسان والاساس والتہذیب فلا یلتفت الی من زعم ان المصافحة غیر عربی انتہی ملا علی رحمہ اللہ قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: المصافحة هی الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں ہی مفاعلة من الصفحة والمراد بها الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید ابن الاثیر رحمہ اللہ نمایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنہ حدیث المصافحة عند اللقاء وھی مفاعلة من الصاق صفا کف بالکف و اقبال الوجه علی الوجه۔ ان عبارات کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مصافحہ کے معنی ہیں بطن کف کو بطن کف سے ملانا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ پشت کف کو پشت کف سے یا بطن کف پشت کف سے ملانے کو مصافحہ نہیں کہیں گے۔ جب تم مصافحہ کے معنی معلوم کر چکے تو سنو کہ مصافحہ کے معنی کا مصافحہ مروجہ عند اہل الحدیث پر صادق آتا تو ظاہر رہا ہے رہا دونوں ہاتھ سے مصافحہ سو اس کی دو صورت ہیں، ایک یہ کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ کے بطن کف کو دوسرے کے داہنے ہاتھ کے پشت کف سے ملائے۔ اس صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے اکثر احناف میں مروج ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفہما التمشید پیش کی جاتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے اور بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ایک کے دونوں ہاتھ بطور مقراض کے ہوں۔ اس مقراضی صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے بعض احناف میں رائج ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں فقط داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملانے پر مصافحہ کے معنی صادق آتے ہیں اور باقی زائد ہے جس کو مصافحہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ دوسری صورت سو اولاً اس کو پہلی صورت کے قائلین کی دلیل مذکور باطل کرتی ہے ثانیاً یہ مقراضی مصافحہ ایک مصافحہ نہیں ہے بلکہ دو مصافحہ ہے کیونکہ داہنے ہاتھ کا بطن کف داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر مصافحہ کی تعریف (الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید) صادق آتی ہے لہذا یہ ایک مصافحہ ہوا اور بائیں ہاتھ کا بطن کف بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر بھی مصافحہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ لہذا یہ بھی ایک مصافحہ ہوا پس مقراضی مصافحہ میں بلاشبہ دو مصافحہ ہوتے ہیں اور اگرچہ مصافحہ کے جو معنی اہل لغت نے بیان کئے ہیں شرع نے اس سے دوسرے معنی کی طرف نقل نہیں کیا ہے لیکن شرع نے مصافحہ کے لئے داہنے ہاتھ کو ضرور متعین کیا ہے۔ جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بنا علیہ اس مقراضی مصافحہ میں بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملانا ہے ہمارے اتنے بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ براء بن عازب کی حدیث مذکور سے نیز تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ مذکور ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ فنفکر و تدبر۔ ہم نے ایک ہاتھ کے مصافحہ کی سنیت کے اثبات میں تیرہ روایتیں پیش کی ہیں ان کے سوا اور بھی روایتیں ہیں لیکن اس قدر اثبات مطلوب کے لئے کافی و وافی ہیں۔ اب ہم ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے چند اقوال بیان کر دیتا مناسب سمجھتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماء و فقہاء کے اقوال

علامہ ابن عابد ابن شامی رحمہ اللہ حنفی کا قول: آپ رد المحتار حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں قوله (فان لم یقدر) ای علی تقبیلہ

الا بالایداء أو مطلقاً یضع یدہ علیہ ثم یقبلہما أو یضع احدی ہما والاولی ان تكون الیمنی لانہا المستعملة فیما فیہ شرف ولما نقل عن

البحر العمیق من ان الحجر یمین الله یمصالح بها عباده والمصافحة بالیمنى انتہی یعنی اگر حجر اسود کے چومنے پر قدرت نہ ہو یا قدرت ہو مگر ایذا کے ساتھ تو ان دونوں صورتوں میں طواف کرنے والا حجر اسود پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھے پھر ہاتھوں کو جوے یا صرف ایک ہاتھ رکھے اور اولیٰ یہ ہے کہ حجر اسود پر داہنے ہاتھ رکھے اس واسطے کہ داہنا ہی ہاتھ شریف کاموں میں مستعمل ہوتا ہے اور اس واسطے کہ بحر عمیق سے نقل کیا گیا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس سے اس کے بندے مصافحہ کرتے ہیں اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ حنفی کا قول : آپ بنا یہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں :- واتفق العلماء علی انه يستحب تقديم الیمنى فی کل ما هو من باب التکریم كالوضوء والغسل ولبس الثوب والنعل والخف والسر اویل ودخول المسجد والسواک والاکتحال و تقليم الاظفار وقص الشارب و تنف الابط و حلق الراس والسلام من الصلوة والخروج من الخلاء والاکل والشرب والمصافحة واستلام الحجر والاخذ والعطاء وغير ذلك مما هو فی معناه و يستحب تقديم اليسار فی ضد ذلك انتہی۔ یعنی علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تمام ان امور میں جو بائیں ہاتھ سے ہیں داہنے کا مقدم کرنا مستحب ہے جیسے وضو اور غسل کرنا اور کپڑا اور جوتا اور موزہ اور پانچامہ پینٹا اور مسجد میں داخل ہونا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخون اور لب کے بال تراشنا اور بغل کے بال اکھیڑنا اور سر مونڈنا اور نماز سے سلام پھیرنا اور پانچاند سے ٹکنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود کا بوسہ لینا اور دینا وغیرہ اور ان کاموں میں جو ان امور کے خلاف ہیں بائیں کا مقدم کرنا مستحب ہے۔

علامہ ضیاء الدین حنفی نقشبندی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب لوامع العقول شرح رموز الحدیث میں لکھتے ہیں :- والظاهر من اد اب الشریعة تعین الیمنى من الجانبین لحصول السنة کذلک فلا تحصل بالیسری فی الیسری ولا فی الیمنى انتہی ذکرہ تحت حدیث اذا التقى المسلمان فتصافحا و حمد الله الحدیث۔ یعنی آداب شریعت سے ظاہر یہی ہے کہ مصافحہ کے مسنون ہونے کے لئے دونوں جانب سے داہنا ہاتھ متعین ہے پس اگر دونوں جانب سے بایاں ہاتھ ملایا گیا یا ایک جانب سے داہنا اور ایک طرف سے بایاں تو مصافحہ مسنون نہیں ہو گا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب الروض المنیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں۔ ولا تحصل السنة الا بوضع الیمنى فی الیمنى حیث لا عذر انتہی یعنی مصافحہ مسنون نہیں ہو گا مگر اسی صورت سے کہ داہنے ہاتھ کو داہنے ہاتھ میں رکھا جائے جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

علامہ عزیزی رحمہ اللہ کا قول : آپ اپنی کتاب السراج المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث لقاء حاج کی شرح میں لکھتے ہیں اذا لقی الحاج ای عند قدمه من جهة فسلم علیه وصافحه ای وضع یدک الیمنى فی یدہ الیمنى انتہی۔ یعنی جب تو حاجی سے ملاقات کرے یعنی حج سے آنے کے وقت تو اس پر سلام کر اور اس سے مصافحہ کر یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو اس کے داہنے ہاتھ میں رکھ۔

علامہ ابن ارسلان رحمہ اللہ کا قول : علامہ علقمی رحمہ اللہ اپنی کتاب الکوکب المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث اذا التقى المسلمان فتصافحا الخ کے تحت میں لکھتے ہیں قال ابن ارسلان ولا تحصل هذه السنة الا بان يقع بشرة احد الکفین علی الاخر انتہی یعنی مصافحہ کی سنت حاصل نہیں ہو گی مگر اسی طور سے کہ ایک ہتھیلی کا بشرہ دوسری ہتھیلی کے بشرہ پر رکھا جائے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا قول : آپ المنہج القویم شرح مسائل التعلیم میں لکھتے ہیں۔ یسن التیامن بالوضوء لانه صلی الله

علیہ وسلم کان یحب الیامن فی نشانه کله مما هو من باب التکریم کتسریح شعر و طهور و اکتحال و حلق و نتف ابط و قص شارب و لبس نحو نعل و ثوب و تغلیم ظفر و مصافحه و اخذه عطاء و یکره ترک الیامن انتھی اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو علامہ عینی کی عبارت کا حاصل ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول: علامہ عبد اللہ بن سلیمان البیہقی الزیری نے اپنے رسالہ مصافحہ میں لکھتے ہیں قال النووی یتستحب ان تكون المصافحة بالیمنی و هو الفضل انتھی۔ یعنی نووی نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا مستحب ہے اور یہی افضل ہے۔ اب ہم آخر میں جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (جو پیران پیر کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا ایک عالم ارادت مند ہے) کا قول نقل کر کے پہلے باب کو ختم کرتے ہیں۔

جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا قول: آپ اپنی بے نظیر کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ فصل فیما یتستحب فعلہ بیمینہ وما یتستحب فعلہ بشمالہ یتستحب له تناول الاشیاء بیمینہ والاکل والشرب والمصافحة والبدء بها فی الوضوء والانتعال و لبس الثیاب و کلک یبدأ فی الدخول الی المواضع المبارکة کالمساجد و المشاهد والمنازل والدور برجله الیمینی واما الشمال للفعول الاشیاء المستقذرة وازالة الدرن و الامستشار و الاستنجاء و تنقیہ الانف و غسل النجاسات کلها الا ان یشق ذلک او یعتذر کالمشلول والمقطوع یساره فی فعلہ بیمینہ انتھی۔ یعنی یہ فصل ہے ان امور کے بیان میں جن کا داہنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے اور ان امور کے بیان میں جن کا بائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ مسلمان کے لئے چیزوں کو لینا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا داہنے ہاتھ سے مستحب ہے اور وضو کرنے میں اور جوتے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور اسی طرح حبرک مقامات جیسے مسجد اور مجلس اور منزل اور گھر میں داخل ہونے میں داہنے پیر سے شروع کرنا چاہئے اور لیکن بایاں ہاتھ سوان چیزوں کے کرنے کے لئے ہے جو مستقر ہیں اور میل کے دور کرنے کے لئے ہے جیسے ناک جھاڑنا اور استنجا کرنا اور ناک صاف کرنا اور تمام نجاستوں کا دھونا مگر جس صورت میں بائیں ہاتھ سے ان کاموں کا کرنا دشوار ہو یا نہ ہو سکے جیسے وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ شل ہو گیا ہو یا وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہو تو اس صورت میں ان کاموں کو (مجبوراً) داہنے ہاتھ سے کرے۔

کہاں ہیں سلسلہ قادریہ کے مریدان اور کدھر ہیں حضرت پیران پیر کے ارادت مندان اپنے پیرو دہگیر کے اس قول کو بغور و عبرت ملاحظہ فرمائیں اور اگر اپنی ارادت اور عقیدت میں سچے ہیں تو اس کے مطابق عمل کریں اور ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت یا اس کے عاملین کے نسبت اپنی زبان سے جو نامائے الفاظ نکالے ہوں ان کو ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ واللہ الہادی الی الحق۔

دو ہاتھ سے مصافحہ والوں کی دلیل اور اس کا جواب

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے علمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفہ التشهد۔ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم ایسی حالت میں دی کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ اس دلیل کا جواب یہ ہے۔

قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ (و کفی بین کفہ) میں لفظ کفہ سے ظاہر یہ ہے کہ ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ حالت تعلیم تشہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی رسول اللہ ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی کیونکہ کفی میں لفظ کف مفرد ہے اور مفرد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے کف کو بیضہ تشبیہ اور اپنے کف کو بیضہ مفرد ذکر کرنا بھی ظاہر دلیل اسی امر کی ہے کہ لفظ کفی سے ابن مسعود کی ایک ہی ہتھیلی مراد ہے نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں حبرک

ہتھیلیوں میں ہوتیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرور اس کی تصریح کرتے اور اہتمام اور اعتناء کے ساتھ بلکہ فخر کے ساتھ فرماتے۔ و کفای بین کفہ یعنی میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں۔ اس صورت میں وکفی بین کفہ کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض وکفی بین کفہ سے اس حالت اور وضع کا بتانا ہے جس حالت اور وضع کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تشدد کی تعلیم دی تھی پس اگر تعلیم تشدد کے وقت حالت یہ تھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دونوں ہتھیلیاں آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وکفی بین کفہ فرماتے کیونکہ خاص اس حالت پر لفظ وکفی بین کفہ صراحتاً و نصاً دلالت نہیں کرتا ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول مذکور میں کفی سے ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی آنحضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ والوں کا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ اس طرح کے مصافحہ کے قائل نہیں بلکہ اس مصافحہ کے قائل ہیں جس میں دونوں جانب سے دو دو ہتھیلیاں ملائی جائیں پس جو ان لوگوں کا دعویٰ ہے وہ اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے وہ ان کا دعویٰ نہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ وجہ ادخال ہذا الحدیث (ای حدیث عبد اللہ بن ہشام) فی المصافحة ان الاخذ باليد يستلزم التقاء صفحة اليد بصفحة اليد غالباً و من ثم الفردها بترجمة تلي هذه الجواز وقوع الاخذ باليد من غير حصول المصافحة اور علامہ قطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں و لما كان الاخذ باليد يجوز ان يقع من غير حصول المصافحة الفرده بهذا الباب ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کا پکڑنا ہو سکتا ہے کہ بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ایک علیحدہ باب منعقد کیا اور مولوی عبدالحی صاحب حنفی رحمہ اللہ مجموعہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں و آنچه در صحیح بخاری در باب مذکور از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی است علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کفی بین کفہ التشهد كما يعلمني السورة من القرآن التحيات لله والصلوات الطيبات الحديث۔ پس ظاہر آئست کہ مصافحہ متوارثہ کہ بقوت ثلاثی مسنون است نبودہ بلکہ طریقہ تعلیمیہ بودہ کہ اکابر بوقت اہتمام تعلیم چیزے از ہر دو دست یا یک دست اصغر گرفتہ تعلیم می سازند یعنی صحیح بخاری میں جو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشدد سکھایا اس حالت میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی سو ظاہر یہ ہے کہ یہ مصافحہ متوارثہ جو بوقت ملاقات مسنون ہے نہیں تھا بلکہ طریقہ تعلیمیہ تھا کہ اکابر کسی چیز کے اہتمام تعلیم کے وقت دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے اصغر کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرتے ہیں اور مولوی صاحب موصوف کے علاوہ اجلہ فقہائے حنفیہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے دونوں کفوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو پکڑنا مزید اہتمام و تاکید تعلیم کے لئے تھا اور ان لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ علی سبیل المصافحہ تھا۔ ہدایہ میں ہے والاخذ بهذا (ای بتشہد ابن مسعود) اولی من الاخذ بتشہد ابن عباس رضی اللہ عنہ لان فیہ الامر واقلة الاستحباب والالف واللام وهما للاستغراق وزيادة الواو هي لتجديد الكلام كما فی القسم و تاکید التعليم انتھی۔ علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں قوله و تاکید التعليم یعنی به اخذه بيده زيادة التوكيد ليس فی تشہد ابن عباس انتھی۔ حافظ زملعی رحمہ اللہ تحریر ہدایہ میں لکھتے ہیں۔ ومنها (ای من ترجیح تشہد ابن مسعود علی تشہد ابن عباس) انه قال فیہ علمنی التشهد و کفی بین کفہ و لم یقل ذلک فی غیرہ فدل علی مزید الاعتناء والاهتمام به انتھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ درایہ میں لکھتے ہیں واما تاکید التعليم ففي تشہد ابن عباس ایضا عند منسلم فسلم للمصنف الثمان و بقى الثمان الا ان يريده بتأكيد التعليم قوله کفی بین کفہ ففی زائدة له انتھی۔ اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔ و تاکید التعليم فانه روى عن محمد بن الحسن انه قال اخذ ابو يوسف بيدي و علمني التشهد و قال اخذ ابو حنيفة بيدي فعلمني التشهد و قال حماد اخذ علقمة بيدي و علمني التشهد و قال علقمة اخذ ابن مسعود قال اخذ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بيدي و علمني التشهد الخ۔ ان عبارات سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو اپنے دونوں کفوں میں پکڑنا مزید اہتمام تعلیم کے

لئے تھا اور علی سبیل المصافحہ نہیں تھا اور وہاں واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرنا متعدد احادیث سے ثابت ہے از آنجلہ مسند احمد بن حنبل، ص: ۸۷/ ج: ۵ کی ایک یہ روایت ہے۔ حد ثنا عبد اللہ حد ثنی ابی ثنا اسماعیل ثنا سلیمان بن المغیرۃ عن حمید بن ہلال عن ابی قتادہ و ابی الدہماء قالا کانا یکثر ان السفر نحو هذا البيت قالا اتینا علی رجل من اهل البادية فقال البدوی اخذ رسول اللہ یدہ فجعل یمعلیٰ معا علمہ اللہ تبارک و تعالیٰ انک لن تدع شیئا اتقاء اللہ جل و عزالا اعطاک اللہ خیرا منه۔ یعنی ابو قتادہ اور ابو الدہماء کہتے ہیں کہ ہم دوڑوں ایک بدوی شخص کے پاس آئے تو اس بدوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پس مجھے تعلیم کرنے لگے ان باتوں کی جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی اور فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کسی چیز کو چھوڑ دے گا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس چیز سے بہتر کوئی چیز تجھے عطا کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے اس واسطے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا ہے۔ باب الاخذ بالیدین وصافح حماد بن زید ابن المبارک ید یہ یعنی باب دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کے بیان میں اور حماد بن زید نے ابن المبارک سے اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ پھر بعد اس کے امام بخاری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے۔ پس جب صحیح بخاری میں امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے تو اس کے قابل قبول و قابل عمل ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ بخاری کے اس باب میں تین امر مذکور ہیں ایک امام بخاری کی تبویب یعنی امام بخاری کا یہ قول کہ ”باب دونوں ہاتھ کے پکڑنے کے بیان میں“ دوسرے حماد بن زید کا اثر۔ تیسرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور۔ امام بخاری کی مجرد تبویب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثابت نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مصنفین کی تبویب ان کا دعویٰ ہوتا ہے جو بلا دلیل کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ مجرد دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ کے پکڑنے سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا حصول ضروری نہیں ہے اور حماد بن زید کے اثر سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ دیکھو پانچویں دلیل کا جواب رہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سو اس سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تم کو اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ پس یہ کہنا کہ دونوں ہاتھ کا مصافحہ صحیح بخاری سے ثابت ہے صاف دھوکا دینا اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری کے اس باب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثبوت تین امر پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری کے نسخ متفق ہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ بعض نسخوں میں بالیدین بصیغہ تشبیہ ہو اور بعض نسخوں میں بالید بصیغہ واحد ہو۔ دوسرے یہ کہ اخذ بالیدین سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود و مصافحہ بالیدین ہو۔ تیسرے یہ کہ ایام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہ مقصود کسی حدیث مرفوعہ سے ثابت بھی ہو۔ اگر یہ تینوں امر ثابت ہیں تو بلاشبہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہو گا۔ والا فلا۔ لیکن واضح رہے کہ ان تینوں امروں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری رضی اللہ عنہ کے نسخ متفق نہیں ہیں بعض میں بالیدین بصیغہ تشبیہ واقع ہوا ہے اور بعض میں بالید بصیغہ واحد واقع ہوا ہے چنانچہ ابوذر اور مستملی کے نسخ میں بصیغہ واحد ہی واقع ہے دیکھو شروح بخاری بلکہ بعض نسخوں میں بالیمین واقع ہوا ہے۔ اور اخذ بالیدین سے امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود مصافحہ بالیدین ہونا بھی ثابت نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ وغیرہ شراح صحیح بخاری نے صاف تصریح کر دی ہے کہ چونکہ ہو سکتا ہے کہ اخذ بالیدین بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے بخاری نے اس کے لئے ایک علیحدہ باب بلفظ باب الاخذ بالیدین معتقد کیا اور بالفرض امام بخاری کا یہ مقصود ہو بھی تو یہ مقصود کسی حدیث مرفوعہ صحیح صریح سے ہرگز ثابت نہیں۔ پس یہ کہنا کہ ”صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے۔“ سراسر غلط ہے۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ نصاریٰ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں پس ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت

ہوتی ہے اور نصاریٰ اور یہود کی مخالفت کرنے کا حکم ہے اس لئے دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہرگز جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ جب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اور کسی حدیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کے بارے میں نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی قوم کی مشابہت سے ناجائز ہو سکتا ہے اور نہ کسی کے قول و فعل سے مکروہ ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسنون ہی رہے گا اور ایسے امر مسنون کو کسی قوم کی مشابہت کی وجہ سے یا کسی کے قول و فعل سے ناجائز ٹھہرانا مسلمان کا کام نہیں ہے اور یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا بلاشبہ حکم آیا ہے مگر انہیں امور میں جن کا مسنون ہونا قرآن یا سنت سے ثابت نہیں یا ان امور میں جن کا جائز یا مسنون ہونا پہلے سے ثابت تھا مگر پھر خود آنحضرت ﷺ نے ان امور میں یہود یا نصاریٰ یا کسی اور قوم کی مخالفت کرنے کا حکم فرمادیا اور اس بارے میں ایسا حکم کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حضرت حماد بن زید کے اثر کا جواب: یہ دلیل دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کی دلیل نہیں ہے ہاں متدل کی ناواقفی اور نا فہمی کی البتہ دلیل ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ متدل نے حماد بن زید اور عبد اللہ بن مبارک کو تابعی بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں شخص تابعی نہیں تھے بلکہ اتباع تابعین سے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کو طبقہ ثامنہ میں لکھا ہے اور طبقہ ثامنہ اتباع تابعین کا طبقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب۔ پس متدل کا ان دونوں بزرگوں کو تابعی لکھنا سرا سر ناواقفی ہے۔ ثانیاً اس وجہ سے کہ تابعین اور اتباع تابعین کے اقوال و افعال بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔ کما تقرد فی مقروہ۔ پس دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے پر مجرد حماد بن زید کے فعل سے احتجاج کرنا محض ناواقفی ہے ثالثاً اس وجہ سے کہ حماد بن زید کے فعل کے خلاف ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے بارے میں متعدد حدیثیں موجود ہیں دیکھو پسلا باب۔ پس باوجود موجود ہونے احادیث متعدده کے حماد بن زید کے فعل بلا دلیل کو پیش کرنا اور پھر یہ لکھنا کہ ”جو لوگ دو ہاتھ سے مصافحہ کو خلاف سنت کہتے ہیں تاوقتیکہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی کوئی حدیث پیش نہ کریں الخ صاف اور کھلی ناواقفی اور بے خبری ہے۔ رابعاً اس وجہ سے کہ ابو اسماعیل بن ابراہیم کی روایت سے حماد بن زید کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا تو ثابت ہوتا ہے مگر عبد اللہ بن مبارک کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ پس اس روایت کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا کہ دونوں جانب سے دونوں ہاتھ ملانا سنت ہے صاف نا فہمی ہے۔

اور واضح رہے کہ متدل کا ایک حماد بن زید کا فعل (اور وہ بھی ایک مرتبہ کا فعل) پیش کر کے یہ لکھنا کہ ”اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے زمانہ خیر القرون میں عمل درآمد تھا اور صحابہ کے دیکھنے والے یعنی حضرات تابعین بھی دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔“ محض جھوٹ ہے اور عوام اہل اسلام کو صاف مغالطہ دینا ہے اور اگر غور و تدبر سے کام لیا جائے تو اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا جاتا تھا اور اس پر ہرگز عمل درآمد نہیں تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اگر عام طور پر تمام لوگ دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوتے تو اس تقدیر پر ابو اسماعیل کا حماد بن زید کے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی خبر دینا اور کسی کو کہہ بیگی وغیرہ جیسے لوگوں کو محض بے فائدہ ٹھہرنا ہے۔ اور لفظ کلنا کا زیادہ کرنا بھی بالکل لغو اور بے سود ہوتا ہے پس صاف معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا رواج تھا اور اسی پر عمل درآمد تھا اور جب ابو اسماعیل نے حماد بن زید کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی اس وجہ سے لوگوں کو اس کی خبر دی۔ اس تقدیر پر اس خبر کا مفید ہونا ظاہر ہے اور لفظ کلنا کو بڑھانے کا بھی فائدہ اس تقدیر پر مخفی نہیں ہے۔ فندبر (مزید تفصیلات کے لئے المقالة الحنفی کا مطالعہ فرمائیے)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

چھیسواں پارہ

۲۹- باب الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ باب معانقہ یعنی گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا

کَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح آپ کا مزاج کیسا ہے

تَشْرِیحِ سلام کے ساتھ لفظ مصافحہ اور معانقہ ہر دو استعمال ہوتے ہیں مصافحہ سلام کرنے والے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آپس میں ملائیں۔ یغفر اللہ لنا ولکم سے ایک دوسرے کو دعا پیش کریں۔ مصافحہ صرف ایک سیدھے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ معانقہ گلے سے گلا ملانا۔ اہل عرب کا یہی طریقہ ہے جسے اسلام نے بھی مستحب قرار دیا کیونکہ ان سب کا مقصد واحد محبت و خلوص بڑھانا ہے اور محبت اور خلوص میں خلاصہ اسلام ہے کیف اصبحت کہہ کر مزاج پر سی کرنا اور جواب میں بحمد اللہ بارہا کہنا یہی امر مستحب ہے یہی وہ تہذیب ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔ صد افسوس ان مسلمانوں پر جو اسلام کی سیدھی سادھی پر خلوص تہذیب کو چھوڑ کر غیروں کی غلط تہذیب اختیار کر کے اپنا دین و ایمان خراب کرتے ہیں۔ الحمد للہ آج بخاری شریف کے پارہ نمبر ۲۶ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہے اللہ پاک خیریت کے ساتھ اسے بھی درجہ تکمیل کو پہنچا کر قبول فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے اور میری آل اولاد اور جملہ احباب و معاونین کرام کے لئے ترقی دارین کا وسیلہ بنائے آمین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید حضرت امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے (جس میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو گلے لگایا مگر (دوسری سند سے) کیونکہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر لانا حضرت امام بخاری کی عادت کے خلاف ہے) پر اس کا موقع نہیں ملا اور باب خالی رہ گیا۔ بعض نسخوں میں لفظ المعانقہ کے بعد واؤ نہیں ہے اس صورت میں قول الرجل کیف اصبحت علیحدہ باب ہو گا اور یہ باب حدیث سے خالی ہو گا۔ اب معانقہ کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہے مگر جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ درست ہے کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبش سے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ لیکن ذہبی نے میزان میں اس حدیث کی سند کو واپس کہا ہے۔ البتہ آدمی اپنے بچے کو پیار کے طور پر گلے لگا سکتا ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے امام حسن کو لگایا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور امام احمد نے حضرت ابو داؤد سے نقل کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو اپنے سے چٹایا اس کی سند میں ایک شخص مبسم ہے۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اس سے روایت کی ہے کہ صحابہ ملاقات کے وقت جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے اور ترمذی نے نکالا کہ زید بن حارثہ جب مدینے میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا پیار کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ بہر حال سفر سے جو لوٹ کر آئے اس سے معانقہ کرنا درست ہے لیکن عیدین وغیرہ میں معانقہ کا جو مصافحہ لوگوں میں معمول ہو گیا ہے اسی طرح صبح یا عصر یا جمعہ کے بعد اس کی شریعت سے کوئی اصل نہیں اور اکثر علماء نے اسے مکروہ قرار دیا۔ (وحیدی) اخرج سفیان بن عیینہ فی جامعہ عن الالجلی عن الشعبي ان جعفر الما

قدم تلقاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل جعفرًا بين عينيه واخرج الترمذی فی معجم الصحابة من حديث عائشة لما قدم جعفرًا استقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل ما بين عينيه اخرج الترمذی عن عائشة قالت قدم زيد بن حارثة المدينة و رسول الله صلى الله عليه وسلم فی بيتی ففرع الباب قام اليه النبي صلى الله عليه وسلم عريانا يجز ثوبه فاعتنقه وقبله قال الترمذی حديث حسن۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے واپس آکر دربار رسالت میں تشریف لائے تو آنحضرت ﷺ نے (ازراہ شفقت) حضرت جعفر کی پیشانی کو چوما اسی طرح جب حضرت زید بن حارثہ مدینہ آئے تو آنحضرت ﷺ ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کو چوما بہر حال اس طرح معانقہ جائز ہے مگر مریدین جو مکار پیروں کے ہاتھ پیروں کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کے قدموں میں سر رکھتے ہیں یہ کھلا ہوا شرک ہے، ایسی حرکات سے ہر مومن مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

(۶۲۶۶) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے، کہا مجھ کو عبد اللہ بن کعب نے خبر دی اور ان کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ (مرض الموت میں) نبی کریم ﷺ کے پاس سے نکلے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے یہاں سے نکلے، یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن! حضور اکرم ﷺ نے صبح کیسی گزاری ہے؟ انہوں نے کہا کہ بھگد لہ آپ کو سکون رہا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر کہا۔ کیا تم آنحضرت ﷺ کو دیکھتے نہیں ہو۔ (واللہ) تین دن کے بعد تمہیں لاٹھی کا بندہ بننا پڑے گا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرض میں آپ وفات پا جائیں گے۔ میں بنی عبد المطلب کے چروں پر موت کے آثار کو خوب پہچانتا ہوں، اس لئے ہمارے ساتھ تم آپ کے پاس چلو۔ تاکہ پوچھا جائے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت کس کے ہاتھ میں رہے گی اگر وہ ہمیں لوگوں کو ملتی ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر دو سروں کے پاس جائے گی تو ہم عرض کریں گے تاکہ آنحضرت ﷺ ہمارے بارے میں کچھ وصیت کر دیں۔ حضرت علی

۶۲۶۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُنْبَسَةُ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِنًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: أَلَا تَرَاهُ أَنْتَ وَاللَّهُ بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْقَعَصَا، وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَيُوفِي فِي وَجَعِهِ، وَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وَجُوهِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ، فَادْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسْأَلْهُ فِيمَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا، قَالَ عَلِيٌّ: وَاللَّهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ
 أَبَدًا، وَإِنِّي لَا أَسْأَلُهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَدًا.
 [راجع: ٤٤٤٧]

برہنہ نے کہا کہ واللہ! اگر ہم نے آنحضرت ﷺ سے خلافت کی درخواست کی اور آنحضرت ﷺ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی نہیں دیں گے میں تو آنحضرت ﷺ سے کبھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہو۔

تشریح حدیث اور باب میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت علی برہنہ سے لوگوں نے کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مزاج پوچھا اور انہوں نے بحمد اللہ بارگاہِ نبویہ میں بہت سے امور تشریح طلب ہیں۔ امر خلافت سے متعلق حضرت علی برہنہ نے کہا وہ بالکل بجا تھا۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے بتا دیا کہ خلافت جس ترتیب سے قائم ہوئی وہی ترتیب عند اللہ محبوب اور مقدر تھی اللہ پاک چاروں خلفائے راشدین کی ارواح طیبات کو ہماری طرف سے بہت سلام پیش فرمائے آمین ثم آمین۔

روایت میں لفظ عبد العشاء سے مراد یہ ہے کہ کوئی اور خلیفہ ہو جائے گا تم کو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ لفظ کا لفظی ترجمہ لاٹھی کا غلام ہے مگر مطلب یہی ہے کہ کوئی غیر قریشی تم پر حکومت کرے گا تم اس کے ماتحت ہو کر رہو گے۔ حضرت علی برہنہ کی کمال دانش مندی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس برہنہ کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ اگر ملاقات کرنے پر آنحضرت ﷺ نے صاف فرما دیا کہ تم کو خلافت نہیں مل سکتی تو پھر تو قیامت تک لوگ ہم کو خلیفہ نہیں بنائیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس امر کو توکل علی اللہ پر چھوڑ دیا جائے، اگر اس مرتبہ ہم کو خلافت نہ ملی تو آئندہ کے لئے تو امید رہے گی۔ ایسا پوچھنے میں ایک طرح کی بدفالی اور آنحضرت ﷺ کو رنج دینا بھی تھا۔ اس لئے حضرت علی برہنہ نے اسے گوارا نہیں کیا اور اس میں خدا کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس وقت یہ مقدمہ گول مول رہے اور مسلمان اپنے صلاح اور مشورے سے جسے چاہیں خلیفہ بنالیں یہ طرز انتخاب آنحضرت ﷺ نے وہ قائم فرمایا جس کو اب سارے سیاست دان عین دانائی اور عقلمندی سمجھتے ہیں اور دنیا میں یہ پہلا طریقہ تھا کہ حکومت کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑا گیا جو آج ترقی پذیر لفظوں میں لفظ آزاد جمہوریہ سے بدل گیا ہے۔ خلافت کے معاملہ میں بعد میں جو کچھ ہوا کہ چاروں خلفائے راشدین اپنے اپنے وقتوں میں مسند خلافت کی زینت ہوئے یہ عین فضاء الہی کے مطابق ہوا اور بہت بہتر ہوا وکان عند اللہ قدرا مقدورا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وفہم ان الخلافة لم تذكر بعد النبي صلى الله عليه وسلم لعل اصلاً لان العباس حلف انه يصير مامورا لا امرا لما كان يعرف من توجيه النبي صلى الله عليه وسلم بها الى غيره وفي سكوت على دليل على علم على بما قال العباس (فتح) یعنی اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی برہنہ کے حق میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ حضرت عباس برہنہ قسمیہ کہہ چکے تھے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آمر نہیں بلکہ مامور ہو کر رہیں گے اس لئے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی توجہ حضرت علی برہنہ سے غیر کی طرف محسوس کر چکے تھے اور حضرت علی برہنہ کا سکوت ہی دلیل ہے کہ جو کچھ حضرت عباس برہنہ نے کہا وہ اس سے واقف تھے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی برہنہ کے لئے خلافت بلا فصل کا نعرہ محض امت میں اشتقاق و افتراق کے لئے کھڑا کیا گیا جس میں زیادہ حصہ مسلمان نمایاں ہو دیوں کا تھا۔

باب کوئی بلائے تو جواب میں لفظ لبیک (حاضر) اور سعدیک

۳۰۔ باب مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ

(آپ کی خدمت کے لئے مستعد) کہنا

وَسَعْدَيْكَ

۶۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے

بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا اے معاذ! میں نے کہا۔ ”لیک و سعدیک“ (حاضر ہوں) پھر آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ مجھے اسی طرح مخاطب کیا اس کے بعد فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ (پھر خود ہی جواب دیا) کہ یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کی ”لیک و سعدیک“ فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ یہ کہ انہیں عذاب نہ دے۔

ہم سے ہدیہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ بن دعامہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی حدیث مذکورہ بالا بیان کی۔

حدیث بڑا میں شرک کی انتہائی مذمت ہے اور توحید پر انتہائی بشارت بھی ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول لیک و سعدیک سے ثابت ہوتی ہے۔ اللہ پر حق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ایسا وعدہ فرمایا ہے باقی اللہ پر واجب کوئی چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اس کی مرضی کے خلاف کوئی دم مارنے کا مجاز نہیں ہے اس لئے جو لوگ بحق فلان بحق فلان سے دعا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے۔ یہاں حضرت مولانا وحید الراہم مرحوم نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

(۶۲۶۸) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمر بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا (کہا کہ) واللہ ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھ

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا، ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ أَنَا يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟)) أَنَا لَا يَعْبُدُهُمْ)).

..... حَدَّثَنَا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ بِهَذَا.

[راجع: ۲۸۵۶]

لَشَيْخٍ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ﷺ، مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟)) قَالَ أَنَا يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ: ((يَا مُعَاذُ)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَذَرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟)) أَنَا لَا يَعْبُدُهُمْ)).

لوں میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا میںیں ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور اکرم ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آگئی ہو۔ اس لئے میں نے (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لئے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد یاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ میں وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو) میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی اور مجھے خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ پیش آجائے پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لئے میں میںیں ٹھہر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔ (اعمش نے بیان کیا کہ) میں نے زید بن وہب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابوذر داء بنیہ ہیں؟ حضرت زید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مجھ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کی تھی۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوصلح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا اور ابو شہاب نے اعمش سے بیان کیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ اور بیان کئے کہ اگر سونا احد پہاڑ کے برابر بھی ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا میرے پاس

وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ وَسَعْدِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَلَا كَثُرُونَ هُمْ أَلَا قُلُونَ إِلَّا مِنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتَّى أَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ غَرَضٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبْرَحْ)) فَمَكَثْتُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ غَرَضٌ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ، فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ لِيَزِيدَ إِنَّهُ بَلَعْنِي أَنَّهُ أَبُو الدُّرْدَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ لِحَدِيثِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ. قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ نَحْوَهُ. وَقَالَ أَبُو شَهَابٍ: عَنْ الْأَعْمَشِ يَمُكْتُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ.

[راجع: ۱۲۳۷]

تین دن سے زیادہ رہے۔

تشریح حدیث میں کئی ایک اصولی باتیں مذکور ہیں مثلاً جو شخص خالص توحید والا شرک سے بچنے والا ہے وہ کسی بھی کبیرہ گناہ کی وجہ سے دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک توحید کی برکت سے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ حدیث کے آخر میں آنحضرت ﷺ کا ایک ایسا طرز عمل مذکور ہے جو ہمیشہ اہل دنیا کے لئے مشعل راہ رہے گا آپ دنیا میں اولین انسان ہیں جنہوں نے سرمایہ داری و دولت پرستی پر اپنے قول و عمل سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج ساری دنیا اسی ڈگر پر چل پڑی ہے جیسا کہ اقبال مرحوم نے کہا ہے۔

گیا دور سرمایہ داری گیا دکھا کر تماشاہمداری گیا

۳۱- باب لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ
باب کوئی شخص کسی دوسرے بیٹھے ہوئے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

(۶۲۶۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، اُن سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔

۶۲۶۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)). [راجع: ۹۱۱]

باب اللہ پاک کا سورۃ فتح میں فرمانا کہ اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی کر لو تو کشادگی کر لیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو

۳۲- باب
﴿إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحَ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانْشُرُوا﴾ [الآية: المجادلة: ۱۱].

تشریح بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص مجلس نبوی کے متعلق تھا مگر صحیح یہ ہے کہ حکم عام ہے۔ اس باب کو حضرت امام بخاری اس لئے لائے کہ پچھلے باب میں جو دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت تھی وہ اس حالت میں ہے جب خالی جگہ ہوتے ہوئے کوئی ایسا کرے اگر جگہ کی تنگی نہیں ہے تو پھر اسلام میں بھی تنگی کا حکم نہیں ہے۔

(۶۲۷۰) ہم سے خالد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے نافع اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے تاکہ دوسرا اس کی جگہ بیٹھے، البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور فراخی کر دیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند کرتے تھے کہ

۶۲۷۰- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ وَيَجْلِسَ فِيهِ آخَرُ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ

يُجْلِسَ مَكَانَهُ. [راجع: ۹۱۱] کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔
مجلس کے آداب میں سے یہ اہم ترین ادب ہے جس کی تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے آیت باب بھی اسی پاک تعلیم پر مشتمل ہے۔ قلت لفظ ابن عمر علی فتادۃ کانو ینتافسون فی مجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا راوه مقبلاً فسبقوا علیہم فامرہم اللہ تعالیٰ ان یوسع بعضہم لبعض (فتح) یعنی صحابہ کرام جب آنحضرت ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور جگہ پکڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس پر ان کو مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

۳۳- باب مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِقَوْمٍ النَّاسُ

باب جو اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر مجلس یا گھر میں کھڑا ہو یا کھڑے ہونے کے لئے ارادہ کیا تاکہ دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جائیں تو یہ جائز ہے

تشیع جب کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کی ملاقات کو جائے تو تہذیب یہ ہے کہ اپنی غرض بیان کر کے اٹھ کھڑا ہو اگر گھر والے بیٹھے کے لئے کہیں تو بیٹھے یوں بے کار وقت ضائع کرنا اور وہاں بیٹھے رہ کر صاحب خانہ کا بھی وقت برباد کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ قربان جائیے جناب نبی کریم ﷺ پر کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ پر آپ نے کیسی نظر سے کام لیا اور کتنے بہترین احکام صادر فرمائے ہیں۔ (ﷺ)

(۶۲۷۱) ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، وہ ابو مجلز (حق بن حمید) سے بیان کرتے تھے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ (بے حد بیٹھے ہوئے تھے) پھر بھی کھڑے نہیں ہوئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے جب آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے صحابہ کھڑے ہو گئے لیکن تین آدمی اب بھی باقی رہ گئے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اندر جانے کے لئے تشریف لائے لیکن وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی چلے گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ (تین آدمی) بھی جا چکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آنحضرت ﷺ نے

۶۲۷۱- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ، طَعَمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ، قَالَ: فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمَّا يَقُومُوا، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ، قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ، وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ، فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا قَالَ فَجَنَّبْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ انْطَلَقُوا، فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَدَهَبَتْ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ - إِلَى

قَوْلُهُ- إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ﴿۵۳﴾
 میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اے ایمان والو! نبی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔ ارشاد ہوا وَاِنْ ذَاكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا تَمَّ

اور ان کی خانگی ضروریات کے پیش نظر آداب کا تقاضا یہی ہے کہ دعوت سے فراغت کے بعد فوراً وہاں سے رخصت ہو جائیں حدیث مذکورہ میں ایسی ہی تفصیلات مذکور ہیں۔

۳۴- باب الإِجْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقَرْفُصَاءُ باب ہاتھ سے اجتناء کرنا اور اس کو قرفصا کہتے ہیں
 یعنی سرین زمین پر لگا کر بیٹھنا اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر جوڑ کر بیٹھنا جائز ہے اس کو قرفصا کہتے ہیں (عربی میں اس کو اجتناء کہتے ہیں) یعنی دونوں رانوں کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر حلقہ کرے رانوں کو پیٹ سے ملائے۔

۶۲۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَفَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِئًا بِيَدِهِ هَكَذَا.
 (۶۲۷۲) ہم سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابراہیم بن منذر حزامی نے خبر دی، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں دیکھا کہ آپ سرین پر بیٹھے ہوئے دونوں رانیں شکم مبارک سے ملائے ہوئے ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

۳۵- باب مَنْ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ وَقَالَ خَبَابٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ: أَلَا تَذَعُوا اللَّهَ؟ فَقَعَدَ.
 باب اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر ٹیکا دے کر بیٹھنا
 خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے! (یہ سن کر) آپ سیدھے ہو بیٹھے۔

یہ حدیث باب علامات نبوة میں گزر چکی ہے۔ قال المهلب يجوز للعالم والمفتي والامام الاتكاء في مجلسه بحضرة الناس اولم يجده في بعض اعضائه او اراد ته يرتفق بذلك والا يكون ذالك في عامة مجلسه. (فتح) یعنی عالم اور مفتی اور امام کے لئے لوگوں کے سامنے مجلس میں کسی جسمانی درو یا بیماری کی وجہ سے تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے محض راحت کی وجہ سے بھی مگر عام مجلسوں میں ایسا نہ ہونا چاہئے۔

۶۲۷۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
 (۶۲۷۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

(۶۲۷۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے اسی طرح مثال بیان کیا (اور یہ بھی بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ہاں اور جھوٹی بات بھی۔ آنحضرت ﷺ اسے اتنی مرتبہ بار بار دہراتے رہے کہ ہم نے کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے۔

یہ حدیث کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور دوسری احادیث میں بھی آپ کا تکیہ لگا کر بیٹھنا منقول ہے جیسے منام بن ثعلبہ اور سرہ کی احادیث میں ہے۔ جھوٹی بات کے لئے آپ کا یہ بار بار فرمانا اس کی برائی کو واضح کرنے کے لئے تھا۔

باب جو کسی ضرورت یا کسی غرض کی وجہ سے

تیز تیز چلے

(۶۲۷۵) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیک نے اور ان سے عقبہ بن حارث بنی شیبہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں عصر پڑھائی اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ چل کر آپ گھر میں داخل ہو گئے۔

یہ گھر میں داخل ہونا کسی ضرورت یا حاجت کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے ہاٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہو ان معاذین کے منہ پر جو ایسے مہارش خدا رسیدہ بزرگ رسول کو دنیا داری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من الواہم ان یقولون الا کذباً۔

باب چارپائی یا تخت کا بیان

(۶۲۷۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعش نے، ان سے ابو الضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تخت کے وسط میں نماز پڑھتے تھے اور میں آنحضرت ﷺ اور قبلہ کے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَايِرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الِإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)). [راجع: ۲۶۵۳]

۶۲۷۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ، وَكَانَ مُتَكِنًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يَكْرُرُهَا حَتَّى قَلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ. [راجع: ۲۶۵۴]

۳۶- باب مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ

لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

۶۲۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتِ.

[راجع: ۸۵۱]

یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے ہاٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہو ان معاذین کے منہ پر جو ایسے مہارش خدا رسیدہ بزرگ رسول کو دنیا داری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبرت کلمۃ تخرج من الواہم ان یقولون الا کذباً۔

۳۷- باب السَّرِيرِ

۶۲۷۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَسَطَ

درمیان لپٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت ہوتی لیکن مجھ کو کھڑے ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا۔ البتہ آپ کی طرف رخ کر کے میں آہستہ سے کھسک جاتی تھی۔

السَّوْبِرِ، وَأَنَا مُضْطَّجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقَبْلَةِ، تَكُونُ لِي الْحَاجَةُ فَأُكْرَهُ أَنْ أَقُومَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُ أَنْسِلًا. [راجع: ۳۸۲]

قبلہ رخ میں عورت کا لیٹنا مصلیٰ کی نماز کو باطل نہیں کرتا۔

باب گاؤ تکیہ لگانا یا گدا بچھانا (جائز ہے)

(۶۲۷۷) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا (دوسری سند) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عون نے بیان کیا، ان سے خالد (بن عبد اللہ طحان) نے بیان کیا، ان سے خالد (ہذاء) نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو الملیح عامر بن زید نے خبر دی، انہوں نے (ابو قلابہ) کو (خطاب کر کے) کہا کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے میں نے آپ کے لئے چڑے کا ایک گدا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھادیا۔ آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ویسا ہی پڑا رہا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے لئے ہر مہینے میں تین دن کے (روزے) کافی نہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر پانچ دن رکھا کر۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا سات دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا نو دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا گیارہ دن۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے۔ زندگی کے نصف ایام، ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدا بچھانا اور اس پر بیٹھنا جائز ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

(۶۲۷۸) مجھ سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے

۳۸- باب مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وَسَادَةٌ

۶۲۷۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ لَهُ صَوْمِي لَفَدْجَلٍ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وَسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشَنُوهَا لَيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتْ الْوَسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لِي: ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ))؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: حَسًّا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قَالَ سَبْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَسْعًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((إِخْدَى عَشْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((لَا صَوْمَ لَوْ أَنَّ صَوْمَ دَاوُدَ، شَطَرَ الذَّهْرِ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)).

[راجع: ۱۱۳۱]

۶۲۷۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ.

ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے کہ آپ ملک شام میں پہنچے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ اور مجھ سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے اور ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ایک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ وہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جا بیٹھے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ کہا کہ اہل کوفہ سے۔ پوچھا کیا تمہارے یہاں (نفاق اور منافقین کے) بھیدوں کے جاننے والے وہ صحابی نہیں ہیں جن کے سوا کوئی اور ان سے واقف نہیں ہے۔ ان کا اشارہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں وہ نہیں ہیں (یا یوں کہا کہ) تمہارے وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دی تھی۔ اشارہ عمار رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں مسواک اور گدے والے نہیں ہیں؟ ان کا اشارہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورہ ”واللیل اذا یغشی“ کس طرح پڑھتے تھے۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ”والذکر والانثی“ پڑھتے تھے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ یہ لوگ کوفہ والے اپنے مسلسل عمل سے قریب تھا کہ مجھے شبہ میں ڈال دیتے حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خود اسے سنا تھا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّامَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ذَهَبَ عَلْمَقَةُ إِلَى الشَّامِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيسًا، فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدُّدَاءِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، قَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السَّرِّ الَّذِي كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ يَغْنِي حَذِيفَةُ؟ أَلَيْسَ فِيكُمْ أَوْ كَانَ فِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ ﷺ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ يَغْنِي عَمَّارًا، أَوْ لَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ السَّوَالِكِ الْوَسَادَةِ يَغْنِي ابْنُ مَسْعُودٍ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ [الليل: ١] قَالَ: ﴿وَالذِّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ فَقَالَ: مَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَاذُوا يُشَكِّكُونِي وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

ہر دو روایتوں میں رسول کریم ﷺ کے لئے گدا بچھایا جانا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جن تین بزرگوں کے مختلف مناقب بیان کئے یعنی حضرت حذیفہ، حضرت عمار اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، حضرت ابودرداء کا اصل فضاء وہ تھا جو حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قرأت سے متعلق ہے، ان کا عمل اسی قرأت پر تھا اور سب قرأت میں سے یہ بھی ایک قرأت ہے مگر مشہور عام اور مقبول انام قرأت وہ ہے جو جمہور قراء کے ہاں مقبول اور مروج ہے یعنی الذکر والانثی کی جگہ وما خلق الذکر والانثی مصحف عثمانی میں اس قرأت کو ترجیح حاصل ہے۔ السياق يرشد الى انه اراد وصف كل واحد من الصحابة بما كان اخص به ان الفضل دون غيره من الصحابة (فتح) یعنی ہر صحابی کو فضل حاصل تھا اس کا اظہار مقصود تھا اور یں۔

باب جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

۳۹- باب الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

دن کے وقت دوپہر کے قریب یا اس کے بعد آرام کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں۔

۶۲۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا (۶۲۷۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے

بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کھانا اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

باب مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے

(۶۲۸۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن حازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام ”ابو تراب“ سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو اس نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا تو فرمایا کہ بیٹی تمہارے چچا کے لڑکے (اور شوہر) کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے کہا میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ مجھ پر غصہ ہو کر باہر چلے گئے اور میرے یہاں (گھر میں) قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں۔ وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور گرد آلود ہو گئی تھی آنحضرت ﷺ اس سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے، ابو تراب! (مٹی والے) اٹھو، ابو تراب! اٹھو۔

سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَعَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

[راجع: ۹۳۸]

۴۰ - باب الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

۶۲۸۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تَرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكَ؟)) فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقُلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ: ((انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((قُمْ أَبَا تَرَابٍ قُمْ أَبَا تَرَابٍ)).

[راجع: ۴۴۱]

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے پائے گئے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر عرب لوگ باپ کے چچا کو بھی چچا کہہ دیتے ہیں اسی بنا پر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ابن ابن عمک کے الفاظ استعمال فرمائے۔

باب اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے اور دوپہر کو وہیں

آرام کرے تو یہ جائز ہے

(۶۲۸۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ

۴۱ - باب مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ

عِنْدَهُمْ

۶۲۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا

انصاری نے، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس بنیہ نے کہ (ان کی والدہ) ام سلیم نبی کریم ﷺ کے لئے چڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آنحضرت ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ بیان کیا پھر جب آنحضرت ﷺ سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کا پینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لئے اور (پینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں اسے ملا لیا۔ بیان کیا ہے کہ پھر جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس سک (جس میں آنحضرت ﷺ کا پینہ ملا ہوا تھا) میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ بیان کیا ہے کہ پھر ان کے حنوط میں اسے ملا دیا گیا۔

حافظ نے کہا کہ یہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے لئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لے لئے تھے جب آپ نے منیٰ میں سر منڈایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے بدن کا پینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں آنحضرت ﷺ جاگے تو فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کا پینہ خوشبو میں ڈالنے کے لئے جمع کرتی ہوں وہ خود بھی نہایت خوشبودار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لئے آپ کا پینہ اپنے بچوں کے واسطے جمع کرتی ہیں چنانچہ حنوط میں آنحضرت ﷺ کے بال اور پینہ ملا ہوا تھا ولا معارضة بین قولہا انہا کانت تجمعہ لاجل طیبۃ و بین قولہا للبرکۃ بل یحمل علی انہا کانت تفصل ذالک الامرین معا (فتح) یعنی یہ کام برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لئے کیا کرتی تھیں۔

(۶۲۸۲-۸۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ عبد اللہ بن ابی طلحہ نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ قباء تشریف لے جاتے تھے تو ام حرام بنت طحان رضی اللہ عنہا کے گھر بھی جاتے تھے اور وہ آنحضرت ﷺ کو کھانا کھلاتی تھیں پھر آنحضرت ﷺ سو گئے اور بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے (خواب میں) پیش کئے گئے، جو اس سمندر کے اوپر (کشتیوں میں) سوار ہوں گے (جنت میں وہ ایسے نظر آئے) جیسے بادشاہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعَمُ قَيْلِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النَّطْعِ قَالَ: فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سَكِّ قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْوَفَاةَ أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ: فَجَعَلَ فِي حَنُوطِهِ.

حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قَبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامِ بِنْتِ مِلْحَانَ فَيَطْعِمُهُ، وَكَانَتْ تَحْتَ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَقِظَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غُرَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ

تخت پر ہوتے ہیں، یا بیان کیا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر۔ اسحاق کو ان لفظوں میں ذرا شبہ تھا (ام حرامؓ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا آنحضرت ﷺ دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی پھر آنحضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستہ میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے جو اس سمندر کے اوپر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا مثل بادشاہوں کے تخت پر۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس گروہ کے سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی چنانچہ ام حرامؓ نے (معاویہؓ کی شام پر گورنری کے زمانہ میں) سمندری سفر کیا اور خشکی پر اترنے کے بعد اپنی سواری سے گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔

ہر دو روایتوں میں آنحضرت ﷺ کے قول کا باب کے مطابق کرنے کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ پہلی روایت میں آپ کے خوشبودار پسینے کا ذکر ہے صد بار قاتل تعریف ہیں حضرت انسؓ جن کو یہ بہترین خوشبو نصیب ہوئی۔ دوسری روایت میں حضرت ام حرامؓ کے متعلق ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت ام حرامؓ اس جنگ میں واپسی کے وقت اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئی تھیں۔ اس طرح پیش گوئی پوری ہوئی، اس سے سمندری سفر کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا، پر آج کل تو سمندری سفر بہت ضروری اور آسان بھی ہو گیا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

باب آسانی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ سکتا ہے (۶۲۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ینید لیشی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا تھا۔ اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح اجنباء کرنے سے کہ انسان کی شرم گاہ پر کوئی چیز نہ ہو اور ملامت اور منابذت سے۔ اس روایت کی

يُرْكَبُونَ نَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ. مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ)) - أَوْ قَالَ ((مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ)) شَكَّ إِسْحَاقُ فَقُلْتُ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي غَرَضُوا عَلَيَّ غُرَازَةً لِي سَبِيلَ اللَّهِ، يُرْكَبُونَ نَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ)) - فَقُلْتُ: اذْغُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((أَنْتَ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) فَرَكِبْتَ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعْتَ عَنْ ذَاتَيْهَا حِينَ خَرَجْتَ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكْتَ.

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

تَشْرِيحُ

۴۲ - باب الْجُلُوسِ كَيْفَمَا تَيْسَرُ ۶۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ، وَعَنْ بَيْنَتَيْنِ: إِحْتِمَاءِ الصُّمَاءِ، وَالْإِحْتِمَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَالْمَلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةَ. تَابَعَهُ مَعْمَرُ

وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُتَابَعَتٍ مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ابْنِ أَبِي حَفْصَةَ اور عبد اللہ بن بدیل نے زہری سے کی
بَدِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ۳۶۷] ہے۔

تشیخ اس حدیث سے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس میں ستر عورت کھلنے کا ڈر ہو تو اس سے یہ نکلا کہ یہ ڈر نہ ہو تو اس طرح بیٹھنا بھی جائز درست ہے۔ امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک چار زانو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ معمر کی روایت کو امام بخاری نے کتاب البیوع میں اور محمد بن ابی حفصہ کی روایت کو ابن عدی نے اور عبد اللہ بن بدیل کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے۔ ملامتہ کے بارے میں علامہ نووی نے شرح مسلم میں علماء سے تین صورتیں نقل کی ہیں ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھوئے تو بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھوٹا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ کہ چھوٹا خود بیچ قرار دیا جائے مثلاً مالک خریدار سے یہ کہے کہ جب تو چھوئے تو وہ مال تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری صورت یہ کہ چھوٹے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں بیچ باطل ہے۔ اسی طرح بیع مناذہ کے بھی تین معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دیا جائے یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے۔ تیسری یہ کہ پھینکنے سے کنکری کا پھینکنا مراد ہے۔ یعنی خریدنے والا بائع کے حکم سے کسی مال پر کنکری پھینک دے تو وہ کنکری جس چیز پر جائے گی اس کا لینا ضروری ہو جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ یہ سب جاہلیت کے زمانے کی بیع ہیں جو جوئے میں داخل ہیں اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے اور روایت ہذا میں دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایک اشتمال صماء ہے جس کی یہ صورت جو بیان کی گئی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح سے لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صفحہ صماء کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شکاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو۔ بعض نے کہا کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی کسی بھی کپڑے سے اپنا سارا جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اٹھا دے تو اس کا ستر کھل جائے۔ غرض یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور دوسرا لباس اجنباء یہ ہے کہ جس سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو تو ایک ہی کپڑا سے گوٹ مار کر بیٹھے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ یعنی کمر سے جکڑے تو اگر شرمگاہ پر کپڑا ہے اور شرم گاہ ظاہر نہیں ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر شرمگاہ ظاہر ہو جاتی ہے تو ناجائز ہے۔

۴۳- باب مَنْ نَاجَى نَبِيَّ يَدِيْ

النَّاسِ وَلَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ

فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

۶۲۸۵، ۶۲۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى، عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، حَدَّثَنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ

۸۶-۸۷ (۶۲۸۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ و ضلع نے، کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے، ان سے مسروق نے کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض و وفات میں) آنحضرت ﷺ کے پاس تھیں، کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ

تو بتایا یہ جائز ہے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور حضرت فاطمہؓ بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازدواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ ”جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لئے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں“ بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، فرمایا ”فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو گی“ یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو گی۔“

عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي لَا وَاللَّهِ مَا تَخْفِي مَشْيَهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأَاهَا رَحِبَ قَالَ : ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) ثُمَّ اجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ سَارَاهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَاهَا الثَّانِيَةَ، إِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا: أَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ خَصَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالسَّرِّ مِنْ بَيْنِنَا، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِينَ، فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَكَ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتُ قُلْتُ لَهَا: غَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ، فَنَعَمْ. فَأَخْبَرْتَنِي قَالَتْ: أَمَّا حِينَ سَارَنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي ((أَنْ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْفَاحِشَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقِيَ اللَّهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نَعَمُ السَّلَفُ أَنَا لَكَ)) قَالَتْ: فَبَكَتُ مُكَانِي الَّذِي رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ : ((يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنِ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ)). [راجع: ۳۶۲۳]

سرگوشی سے اس لئے منع فرمایا کہ کسی تیسرے آدمی کو سوء ظن نہ پیدا ہو اگر مجلس میں اس خطرے کا احتمال نہ ہو تو سرگوشی جائز بھی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے رسول کریم ﷺ کا سرگوشی کرنا مذکور ہے۔

(۶۲۸۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عباد بن تمیم نے خبر دی، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا آپ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

۶۲۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُبَادُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاصِصًا إِخَذَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

[راجع: ۳۶۲۴]

باب کسی جگہ صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو اکیلا چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

اور اللہ پاک نے (سورۃ قد سمع اللہ: ۹، ۱۰ میں) فرمایا مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری پر۔۔۔۔۔ آخر آیت و علی اللہ فلیتوکل المومنون تک

اور اللہ نے اس سورت میں مزید فرمایا مسلمانو! جب تم پیغمبر سے سرگوشی کرو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ نکالا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے اگر تم کو خیرات کرنے کے لئے کچھ نہ ملے تو خیر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت واللہ خبیر بما تعملون تک۔ (سورۃ المجادلہ: ۱۳)

۴۵- باب لَا يَتَجَاوِ اثْنَانِ ذُوْنَ الثَّلَاثِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَجَاوُوا بِالْأَنفِ وَالْعُذْوَانِ وَمَغْصِيَةِ الرُّسُولِ وَتَتَجَاوُوا بِالْبُرِّ وَالتَّقْوَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة: ۱۰-۹] وقوله : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرُّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ [المجادلة: ۱۲، ۱۳].

تشریح یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہو گئی، کہتے ہیں کہ اس پر اولین عمل کرنے والے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ کیا اور ان دونوں آیتوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ کانا چھوسی درست ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ گناہ اور ظلم کی بات کے لئے نہ ہو۔

(۶۲۸۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) حضرت امام بخاری نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول

۶۲۸۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ ذُوْنُ الْفَالِثِ))
 اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

دوسری روایت کسی کی صحبت میں بیٹھے تو وہ امانت کی باتیں اپنے دل میں رکھے اور افشاء نہ کرے کہ ان سے اس بھائی کو تشبیح دکھ ہو۔

باب راز چھپانا

۴۶- باب حِفْظِ السِّرِّ

(۶۲۸۹) ہم سے عبد اللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

۶۲۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ، وَلَقَدْ سَأَلْتَنِي أُمُّ سَلِيمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

داری کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایک کام کے لئے بھیجا تھا جس کی وجہ سے میں اپنی والدہ کے پاس دیر میں پہنچا۔ والدہ نے تاخیر کی وجہ پوچھی میں نے کہا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے راز کی ایک بات ہے پھر حضرت والدہ نے بھی یہی فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے راز کی بات کسی کے سامنے ظاہر نہ کیجئے مگر اس میں وہی راز مراد ہے جس کے ظاہر ہونے سے ایک مسلمان بھائی کو نقصان کا خوف ہو۔

باب جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو کانا پھوسی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

۴۷- باب إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَةِ وَالْمُنَاجَاةِ

(۶۲۹۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابو داؤد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں کانا پھوسی نہ کیا کرو۔ اس لئے لوگوں کو رنج ہو گا البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو مضائقہ نہیں۔

۶۲۹۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ ذُوْنِ الْآخِرِ، حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجَلَ أَنْ يُخْزِنَهُ)).

(۶۲۹۱) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ مال تقسیم فرمایا اس پر انصار کے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی

۶۲۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا

خوشنودی مقصود نہ تھی میں نے کہا کہ ہاں! اللہ کی قسم میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں گیا آنحضرت ﷺ اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے آنحضرت ﷺ کے کان میں چپکے سے یہ بات کہی تو آپ غصہ ہو گئے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا (پس میں بھی صبر کروں گا)

[راجع: ۳۱۵۰]

تشیخ باب کا مطلب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے نکلا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس وقت آنحضرت ﷺ سے سرگوشی کی جب دوسرے کئی لوگ موجود تھے۔ یہ گستاخ منافق تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت تکلیفیں دی گئیں قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھڑکا کر آپ پر زنا کی تمہت لگائی، بنی اسرائیل نے آپ کو فتن کا عارضہ بتلایا کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا۔ ان الزامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا اللہ ان پر بہت رحمت سلام پیش فرمائے۔ آمین۔

باب دیر تک سرگوشی کرنا

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ ”وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ تُوْنَجْوَىٰ نَاجِيَةً مِّنْ مَّصْنَدٍ مِّنْ نَّاجِيَةٍ فَوَصَّفَهُم بِهَا وَمَعْنَىٰ يَتَنَجَّوْنَ۔“

۶۲۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقِيمَتِ الصَّلَاةَ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ۶۴۲]

۶۲۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُتْرَكُوا النَّارَ فِي عِنْدِ النَّوْمِ

۶۲۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُتْرَكُوا النَّارَ فِي عِنْدِ النَّوْمِ

۴۸- باب طُولِ النَّجْوَى

۶۲۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقِيمَتِ الصَّلَاةَ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ۶۴۲]

۶۲۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُتْرَكُوا النَّارَ فِي عِنْدِ النَّوْمِ

۴۹- باب لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ

عند النوم

۶۲۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُتْرَكُوا النَّارَ فِي عِنْدِ النَّوْمِ

نہ چھوڑو۔

يُؤَيِّتُكُمْ حِينَ تَنَامُونَ)).

(۶۲۹۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابورودہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آگ تمہاری دشمن ہے اس لئے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

۶۲۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اخْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحَدَّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ)).

(۶۲۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے کثیر بن شظیر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سوتے وقت) برتن ڈھک لیا کرو ورنہ دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ بجھالیا کرو کیونکہ یہ چوہا بعض اوقات چراغ کی بتی کھینچ لیتا ہے اور گھروالوں کو جلا دیتا ہے۔

۶۲۹۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ كَثِيرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَمَرُوا الْآيَةَ وَأَجِفُّوا الْأَبْوَابَ، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ، فَإِنَّ الْفَوَاسِقَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَيْلَةَ فَأَخْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ)). [راجع: ۳۲۸۰]

یہ معاشرتی زندگی کے ایسے پہلو ہیں جن پر عدم توجہی کے سبب بعض دفعہ ایسے لوگ سخت ترین تکلیف کے شکار ہو جاتے ہیں قرآن جائیے اس پیارے رسول پر جنہوں نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے ہم کو بہترین ہدایات پیش فرمائی ہیں (ﷺ)

باب رات کے وقت دروازے بند کرنا

(۶۲۹۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات میں سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کر لیا کرو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔ حماد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ ”اگرچہ ایک لکڑی سے ہی ہو“

۵۰۔ باب إغلاق الأبواب بالليل

۶۲۹۶- حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَادٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْسَكُوا الْأَسْقِيَةَ، وَخَمَرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ)) قَالَ هَمَّامٌ، وَأَخْبَسِيهِ ((وَلَوْ بَعُودًا)). [راجع: ۳۲۸۰]

باب بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

۵۱۔ باب الختان بعد الكبر و تنف

لإبط

الحدیث کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے۔ حضرت امام بخاری کے ترجمہ باب سے بھی وجوب نکلتا ہے کیونکہ بڑا ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا انہوں نے لازم رکھا ہے۔ اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے کہانی نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استیذان کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسے کتاب الاستیذان میں لائے۔ فافہم ولا تکن من القاصرین۔

(۶۲۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعة نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال بنانا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرنا اور ناخن کاٹنا۔

۶۲۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَتَنْفُ الْإِنْبِطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ)).

[راجع: ۵۸۸۹]

بعض روایات میں دائرہ بڑھانے کا بھی ذکر ہے یہ جملہ امور سنن ابراہیمی ہیں جن کی پابندی ان کے آل کے لئے ضروری ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو ان پر عمل کی توفیق بخشے کہ وہ صحیح ترین فرزندان ملت ابراہیمی ثابت ہوں۔ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے ختنہ کو پیدائشی سنت فرمایا اور عمر کی کوئی قید نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ بڑی عمر میں بھی ختنہ ہے۔

(۶۲۹۸) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں ختنہ کرایا اور آپ نے قدم (تخفیف کے ساتھ) (کھلاڑے) سے ختنہ کیا۔ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابو الزناد نے بالقدم (تشدید کے ساتھ بیان کیا)

۶۲۹۸- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اخْتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً، وَاخْتَنَ بِالْقَدَمِ)) مُخَفَّفَةً. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ: بِالْقَدَمِ

(۶۲۹۹) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عباد بن موسیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے سعید بن جبیر نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا کہ ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ

۶۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا عَبَادُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ، قَالَ: وَكَانُوا لَا يَخْتُونُونَ

نہ کرتے تھے۔

(۶۳۰۰) اور عبداللہ ابن ادریس بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، اس سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

الرَّجُلَ حَتَّى يُذْرِكَ. [طرفہ بی: ۶۳۰۰].

۶۳۰۰- وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا خَتَنُهُ.

[راجع: ۶۲۹۹]

باب آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ لھو میں داخل اور باطل ہے

۵۲- بَابُ كُلِّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اٹھیلیں اس کا کیا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ سے بہکا دینے کے لئے کھیل کود کی باتیں بول لیتے ہیں۔

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [لقمان ۶].

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس سے گنا مراد ہے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر اور حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت غنا اور مزامیر کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔

(۶۳۰۱) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے حمید بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس نے قسم کھائی اور کہا کہ ”لات وعزىٰ کی قسم“ تو پھر وہ لالا الہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اٹھیلیں تو اسے صدقہ کر دینا چاہئے۔

۶۳۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كُبَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّىٰ فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أَقَامِرُكَ فَلْيَصَدِّقْ)).

لہذا روپیہ پیسہ جو اٹھیلنے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ جو لوگ پیرو مرشد کی قسم کھاتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں قسم کھانا صرف اللہ کے نام سے ہو غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے من حلف بغير الله فقد اشرك اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے اسی طرح حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے۔ بعض نے پہلے امر کی توجیہ یہ کی ہے کہ جو اٹھیلنے کے لئے جو بلائے اس کو گھر آنے کی اجازت نہ دینی چاہئے اور دوسرے کی توجیہ یہ کی ہے کہ لات اور عزىٰ کی قسم کھانا بھی لھوالحدیث میں داخل ہے جو حرام ہے۔

باب عمارت بنانا کیسا ہے

۵۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ قیامت کی

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ

أَشْرَاطُ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رِغَاءُ النَّبِهِمْ فِي النَّبِيِّانِ))۔
 نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ موشی چرانے والے لوگ کوٹھیوں میں
 اکر نے لگیں گے یعنی بلند کوٹھیاں بنا کر فخر کرنے لگیں گے۔

تشریح اس حدیث کو لا کر امام بخاری نے یہ اشارہ کیا کہ بہت لمبی اونچی عمارتیں بنوانا مکروہ ہے اور اس باب میں ایک مرتبہ روایت بھی وارد ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے نکالا کہ جب آدمی سات ہاتھ سے زیادہ اپنی عمارت اونچی کرتا ہے تو اس کو یوں پکارتے ہیں اوفاق تو کہاں جاتا ہے مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے دوسرے موقوف ہے۔ خباب کی صحیح حدیث میں جسے ترمذی وغیرہ نے نکالایں ہے کہ آدمی کو ہر ایک خرچ کا ثواب ملتا ہے مگر عمارت کے خرچ کا ثواب نہیں ملتا۔ طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے تو اس کا پیسہ عمارت میں خرچ کراتا ہے مترجم (وحید الزماں) کہتا ہے مراد وہی عمارت ہے جو فخر اور تکبر کے لئے بے ضرورت بنائی جاتی ہے جیسے اکثر دنیا دار امیروں کی عادت ہے لیکن وہ عمارت دین کے کاموں کے لئے یا عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے بنائی جائے، مساجد، مدارس، سرائیں، یتیم خانے ان میں تو پھر ثواب ہو گا بلکہ جب تک ایسی مقدس عمارت باقی رہے گی برابر ان بنانے والوں کو ثواب ملتا رہے گا۔

۶۳۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَتُ بِيَدِي بَيْنَا يُكِنِّي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ۔
 (۶۳۰۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا وہ سعید کے بیٹے ہیں، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک گھر بنایا تاکہ بارش سے حفاظت رہے اور دھوپ سے سایہ حاصل ہو اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے اس کام میں میری مدد نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے لائق گھر بنانا درست ہے۔

۶۳۰۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عُمَرُو: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللَّهِ مَا وَضَعْتُ لَبَنَةً عَلَى لَبَنَةٍ، وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مِنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ سُفْيَانُ: لَذَكْرَتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ، قَالَ: وَاللَّهِ لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ فَلَعَلَّهُ قَالَ: قَبْلَ أَنْ يَنِي۔
 (۶۳۰۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدنی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو سفیان ثوری نے، ان سے عمرو بن نثار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نہ میں نے کوئی اینٹ کسی اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی باغ لگایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ جب میں نے اس کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض گھرانوں کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا پھر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر بنانے سے پہلے کی ہوگی۔

تشریح حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تطبیق بالکل مناسب ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ بات گھر بنانے سے پہلے کی فرمودہ ہے بعد میں انہوں نے گھر بنایا جیسا کہ خود ان کے گھر والوں کا بیان ہے۔ ضرورت سے زیادہ مکان بنانا وبال جان ہے جیسا کہ آج کل لوگوں نے عمارات مشیدہ بنایا کر کھڑی کر دی ہیں۔ باغ لگانا افادہ کے لئے بہتر ہے۔

۸۰۔ کتاب الدعوات

کتاب دعاؤں کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخؒ از آدم تا ایں دم خدائے پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب ہی میں ”دعا“ کا تصور و تخیل و تعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں، اولیاء، پیروں، شہیدوں، قبروں، بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم اس قسم کے تمام لوگوں کا ”دعا“ کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ الدعاء مخ العبادۃ یعنی عبادت کا اصلی مغز دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان مکہ گو کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گل دستہ ہے۔ روزہ حج کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ میں بھی لینے والے کو دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے دعا ہے چنانچہ خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ الدعاء هو العبادۃ ثم قرا وقال ربکم ادعونی استجب لکم (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ علیکم عباد اللہ بالدعاء (رواہ الترمذی) یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے لئے لازم کر لو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی موجود ہیں پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنالیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں کچھ تفصیلات ہیں۔ ان کو بھی سرسری نظر سے ملاحظہ فرما لیجئے تا کہ آپ کی دعا قبول ہو جائے۔

(۱) دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے۔ اگر رزق حلال و صدق مقال و لباس طیب منیا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مہیا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

(۲) قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ آج وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہوگی۔ رد نہیں کی جائے گی۔

(۳) قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے اگر آپ قطع رحمی کے لئے ظلم و زیادتی کے لئے یا قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اٹھانے کے سانسے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں گی۔

(۴) دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے، ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے بہت سی دعائیں فوراً اثر دکھاتی ہیں